ولقد علمتم النشاۃ الاولیٰ فلولا تذکرون

الحمد للہ

کہ

رسالہ

ثمرات تناسخ

جسمیں تناسخ کی بہار بڑی خوبی سی دکھائی گئی ہے

مصنفہ

مولوی حکیم محمد انصاری صاحب مچھلی شہری حال مقیم تحصیل دیوریہ

ضلع گورکھپور

بفرمائش

منیجر صاحب اخبار اہلحدیث

امرتسر

امرتسر میں باہتمام شیخ عبد ... طبع ہوا

قیمت فی نسخہ ۶/ محصول علاوہ محل وصول دفتر اخبار اہلحدیث

پہلے مجھے دیکھئے

اسلام اور ویدک دہرم (ہندو آریہ) میں یُوں تو کئی ایک مسائل مختلفہ ہیں۔ لیکن تناسخ کا مسئلہ ایک ایسا ہے کہ اس پر ویدک دہرم کو بہت ناز ہے۔ اس لئے اِس مسئلے کو دونوں مذاہب میں اگر حدِّ فاصل کہا جائے تو بے جا نہیں مسئلہ تناسخ پر فریقین کیلئے منقولی اور معقولی بحث کیلئے میدان وسیع ہے۔ اس مسئلہ پر علماء کرام (شکر اللہ سعیھم) نے قدیم الایام سے بہت سے رسالے لکھے ہیں۔ رسالہ ہذا بھی اپنی وضع میں خاص شان رکھتا ہے۔ ناظرین اسے دیکھکر محظوظ ہونگے۔ اور مصنّف اور ناشر (شائع کرنیوالے) کے لئے دعاءِ خیر کرینگے

خاکسار

مینیجر دفتر اخبار اہلحدیث امرتسر ناشر رسالہ ہذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوامی دیانندجی بانی آریہ سماج کی تحریرات کیساتھ مجھے ایک خاص قسم کی دلچسپی ہے۔ ایک روز میں اس سے لذت لے رہا تھا کہ سوامی جی کی مندرجہ ذیل تحریر پر میری نظر پڑی۔ اور معًا میرے دل میں چند خدشات پیدا ہو گئے۔ چونکہ سوامی جی اور ان کے بڑے بڑے فلاسفر چیلوں کی تحریرات میں باوجود بہت تلاش کرنے کے بھی ان خدشات کے معقول جوابات مجھے دکھائی نہیں دیئے۔ اسلئے انکو اس ٹریکٹ کے اندر درج کر کے ہندوستان کے تمام دیانندی سماجیوں سے عمومًا اور ممبران پرتی ندی سبھا پنجاب اور گورو کل کے لائق پروفیسروں اور قابل ٹیچروں سے خصوصًا بکمال ادب اپنی تسلی و تشفی کا خواہاں ہوں۔ لیکن ؎

غالب! تمہیں کہو کہ ملیگا جواب کیا؟
مانا کہ ہم کہا کئے اور وہ سنا کئے

سوامی جی تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱) سوال۔ انسان کا جیو قالب حیوانات وغیرہ میں اور حیوان وغیرہ کا انسان کے جسم میں اور عورت کا جیو مرد کے قالب میں اور مرد کا عورت کے جسم میں جاتا آتا ہے یا نہیں۔؟

جواب۔ ہاں آتا جاتا ہے۔ کیونکہ جب پاپ بڑھ جاتا ہے اور پن کم ہوتا ہے تو انسان کا جیو حیوان وغیرہ نیچے درجہ کا جسم پاتا ہے اور جب دھرم زیادہ

اور ادھرم کم ہوتا ہو تو دیو یعنی عالموں کا جنم ملتا ہے۔ اور جب پن پاپ برابر ہوتا ہے تو معمولی انسانی جنم ہوتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ پن پاپ کے اعلیٰ، متوسط اور ادنیٰ جسم وغیرہ سامان سے بہرہ ور ہوتے ہیں اور جب زیادہ پاپ کا نتیجہ حیوان وغیرہ کے جسم میں بھگت لیتا ہے تب پاپ پن کے برابر رہجانے کی وجہ سے انسان کے جسم میں آتا ہے اور پن کا ثمرہ پاکر پھر بھی متوسط درجہ کے انسانی جسم میں آتا ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۳۳)

مرد کی روح عورت کے جسم میں اور عورت کی روح مرد کے قالب میں جانے بابت ستیارتھ پرکاش کا صفحہ ۳۳۴ بھی دیکھو۔

(ب) جو شخص بذریعہ جسم کی چوری۔ دوسرے[۱] کی عورت سے مباشرت نیک آدمیوں کی ہلاکت وغیرہ بدکام کرتا ہے اوسکا جنم درخت وغیرہ غیر متحرک قالبوں میں ہوتا ہے۔ زبان سے کئے ہوئے پاپوں کے عوض پرند اور مرگ (جنگلی چوپایہ) وغیرہ کا قالب اور من سے کئے ہوئے پاپوں سے چنڈال وغیرہ کا جنم ملتا ہے۔ (منو ۱۲۔۹) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۳۵ و صفحہ ۲۹۵ (منو ۵۶) و صفحہ ۳۴۲ و ثبوت تناسخ مندرجہ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹۴ کالم ۱۔

[۱] دیانندی دوستو! اس پر روشنی بھی ڈال سکتے ہو کہ جب کسی عورت سے اس کے شوہر کی زندگی میں نیوگ کیا جاتا ہے۔ تو وہ عورت از روئے وید اور کتب معتبرۂ سماج اس غیر مرد کی ہو جاتی ہے یا شوہر کی ہی رہتی ہے؟ صورت اول کے قائل تو دیانندی دوست کسی طرح ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ اگر وہ نیوگ کی عورت ہو جاتی تو شوہر کے لئے اولاد پیدا کرنا (دیکھو ستیارتھ اُردو صفحہ ۱۵۵) اور شوہر کی خدمت کیلئے بحالت نیوگ کمربستہ رہنا (دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۵۵) چہ معنی دارد (دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۵۴) شوہر کی ہی عورت رہتی ہے اور نیوگ صرف اولاد ہی پیدا کرنیوالا ہو۔ تو دوسرے کی عورت سے مباشرت کی جو سزا سوامی جی تحریر فرما رہے ہیں (بایہ الخشش ہونی) چاہیے۔ بموجب اصول سماج نیوگ ہا شہ کو اس کے بھگتنے سے کونسا امر مانع ہے؟ (مصنف)

نیک وبد اجسام میں ارواح کا جنم لینے کی بابت ستیارتھ صفحہ ۳۳۳ سے تا صفحہ ۳۴۳ بالضرور دیکھو۔

(ج) ایشور سے اپدیش سے اس سنسار میں ہم دو پرکار کے جنم سنتے[ف۱] ہیں۔ ایک آدمی کے جنم کا حاصل کرنا۔ دوسرا نیچے کے درجے کے حیوان پرند کیڑے۔ درخت[ف۲] وغیرہ بننا۔ انہیں دونوں پہیلوں سے سب دنیا

ف۱ یہ اسپر صریح دلالت کر رہا ہے کہ مؤلف وید نے کسی آریہ مسافر یا مقیم سے سنکر وید کے منتروں کو بنایا ہے ورنہ پرمیشور کا یہ کہنا کہ ہم سنتے ہیں چہ معنی دارد۔ ایسی سُنی سنائی باتیں کلامِ خدا ہونیکی صلاحیت ہرگز نہیں رکھ سکتیں۔ بعض دیانندی دوستوں نے اس کی تاویل حسبِ ذیل کی ہے کہ اس شرتی کا منشا یہ ہے کہ ایشور اسطرح آگیا (حکم) دیتا ہے کہ بندے اپنی زبان سے اس طرح کہا کریں کہ ہم دو پرکار کا جنم سنتے ہیں۔

اس تاویل کو بپاسِ خاطر اپنے دوستوں کے تھوڑی دیر کیلئے تسلیم کر کے ہم کہتے ہیں کہ سب سے اوّل مخلوق اگنی۔ انگرا اور وایو وغیرہ ملہمانِ وید نے کس سے سنا بجز اس کے کہ یہ کہا جاوے کہ خدا سے سنا کوئی دوسری صورت ممکن نہیں۔ اسپر بادب عرض ہے کہ مباحثہ دیوریا و نگینہ وغیرہ میں بڑے بڑے وِدوان پنڈتوں نے بمقابلہ علماءِ اسلام الہام کے معنی بتائے تھے کہ الہام وہ ہے جسکا انکشاف بلاواسطہ دل میں ہو۔ اور کسی بات یا جملہ کا سُننا بلاواسطہ غیر ممکن ہے۔ کیونکہ کسی بات کے سُننے کیلئے مندرجہ ذیل واسطوں کا ہونا ضروری ہے (۱) بولنے والے کی زبان (۲) آواز (۳) سُننے والے کے کان (۴) آواز کو کان تک پہونچانیوالی ہوا۔ پس اگر اگنی وغیرہ ملہمان وید نے اس منتر کو ایشور سے سُنا تو الہام کی تعریف مسلمۂ سماجیاں اسپر صادق نہ آئیگی۔ اور اگر دوسروں سے سنا تو وید الہامی نہ ٹھہریگا۔ بلکہ غیروں سے سُنی سنائی باتوں کا ایک مجموعہ ہو جائیگا۔ الغرض اس منتر اور دیانندیوں کی مسلمہ اور مقبولہ تعریف الہام نے ویدوں کو بدیہی طور پر غیر الہامی ثابت کر دیا۔ (مصنف)

ف۲ دیانندی دوستو! خاصتہً سبزی پارٹی کے اعلیٰ ممبرو! اگر فی الحقیقت غلہ وغیرہ نباتات موجود کی بابت دل سے تمہارا اعتقاد ہے کہ ان میں انسان کی پاپی روحیں بیکسی کی حالت میں مقید ہیں

کی روحیں اپنے پاپ اور پُن کے پھل حاصل کر رہی ہیں (یجر وید ادھیائے ۱۹ منترہ ۴۷ بحوالہ صفحہ ۱۳۱)

ہمیشہ رہتی ہے اصلاح یاں رنگین خیالوں کی
پھٹے کپڑے گُل و لالہ کے ہم پیوند کرتے ہیں

۵

سماجی مترو! اپنے سنیاسی جی اور منو جی کے اقوال اور مندرجۂ بالا ویدک منتر کو چشم بصارت اور دیدۂ عبرت کھولکر بغور پڑہو اور کسی قدر انصاف کو بھی کام میں لاؤ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور انسانی جنم کے نہ صرف پاپ بلکہ بحسب اشلوک منو سمرتی ۱۲ گرو کی عورت سے بدفعلی کے مہا پاپ کو نباتات کی جون میں بھگت رہی ہیں۔ پس دو وقت تین وقت تم انہیں ارواح کے اجسام یعنی ترکاری۔ میوہ۔ غلہ کو نہایت بے رحمی سے کاٹ کر اکھاڑ کر چکی میں پیس کر۔ ہانڈی میں اُبال کر۔ گھی میں تل کر اور آگ میں بھون کر اور پکا کر کھاتے ہوئے (اور قطرات آب کے اندر کروڑوں جانداروں بلکہ باعتقاد تناسخ انسانی ارواح کو پیتے ہوئے) اپنے جسم کو آسائش دے رہی ہو۔ تو اس پارٹی پر کس فضیلت کے تم مستحق ہو سکتے ہو۔ اور کون عقلمند تمکو رحم مجسم کہکر تمکو ایذا رسان اور تکلیف پہونچانیوالا نہ کہیگا۔ اور باوجود اس کے تم لوگ گوشت کھانے سے مسلمانوں عیسائیوں اور دیگر اقوام گوشت خوار کو کس منہ سے منع کرتے ہو۔ جبکہ تم خود نباتات کو ترکاری۔ ساگ پھل پھول۔ میوہ اور غلہ کی شکل میں (اور بہت سے جانداروں کو پانی کی صورت میں) اپنے بھائی بندوں کا گوشت نہایت ہی مزے سے روزانہ دو تین وقت بخوشی و رغبت کھا رہے ہو۔ یعنی جسطرح تمہاری عقائد کی رو سے بکری وغیرہ حیوانات۔ انسانی ارواح کے ایک بھوگ جونی اجسام ہیں اسیطرح تمہاری مسئلہ کے اعتبار سے نباتات اور قطرات آب کے جاندار بھی انسانی ارواح کے بھوگ جونی اجسام ہیں اور نباتاتی اور قطرات آب کے ارواح کا قالب یعنی جسم بھی اسی مادہ ؎ سے بنا ہے۔ جس مادہ سے بکری وغیرہ حیوانات کا یعنی پرکرتی اور پرمانو سے۔ منو سمرتی ادھیائے ۱۲۔ اشلوک ۴۹ میں مندرج ہے۔ گرو کی عورت سے ہمبستر ہونیوالا شخص گھاس یا گچھے دار درخت اور بیل اور پھول کی بیل اور کچا گوشت کھانیوالے اور بری کام کرنیوالے کے جون میں سو دفعہ جاتا ہے انتہیٰ۔

اگر منو سمرتی کا یہ اشلوک بحسب دیانندی عقائد صحیح مان لیا جاوے تو بالضرور ماننا پڑیگا کہ عمدہ سے عمدہ نباتاتی غذا نفیس سے نفیس میوہ جات۔ اور اچھی سے اچھی ترکاریاں۔ یعنی تمام غلے سے اعلیٰ خدائے برتر کی پیدا کی ہوئی نباتاتی نعمتیں ایک نہایت ہی شرمناک کام اور بے انتہا

تو بخوبی واضح ہو جائیگا کہ ویدک مت کے رُو سے نظامِ عالم کی تمام کلیں اور
اس کے چھوٹے بڑے ہر ایک پرزے صرف بُرے کاموں اور انسانی پاپوں کی طفیل درست
ہیں۔ اگر دو چار سو برس یا اس سے کم و بیش زمانہ تک تمام انسان ویدک دہرم کے
مطابق نہایت ہی نیک اعمالی کیساتھ زندگی بسر کریں تو انتظامِ عالم اور نظامِ دنیا
بالکل درہم و برہم ہو جائے اور اس نیکو کاری کی بدولت جس سے کمال فائدہ اور
بہبودی کی امید کی جا سکتی تھی۔ اون نیکو کار مہاتماؤں کی ایسی گت بنیگی جس سے
نہ تو اونکو سواری کیلئے گھوڑا۔ ہاتھی۔ وغیرہ اور نہ ہل جوتنے کیواسطے بیل وغیرہ
جانور مل سکینگے اور نہ ہون کرنے کیلئے گھی اور نہ کھانے کیلئے دودھ دہی ترکاری

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بُرے فعل کے ارتکاب کی بدولت نہ صرف عام انسانوں کو بلکہ بڑے
سے بڑے رشی مہرشی اور مہاتما انسانوں کو مل رہی ہیں۔ اگر آج دنیا سے اس فعل بد کا
ارتکاب موقوف ہو جاوے تو انسانی دنیا کو جو تکلیف ہو اس کا خیال ہی بدن پر رونگٹے کھڑا
کر دینے والا ہوگا۔

اس موقعہ پر انصاف پسند دیانندی دوستوں سے یہ استفسار غالباً بے جا نہو گا کہ گرو کی
عورت سے بدفعلی کرنیوالے کم بخت انسان تو شاید فی ہزار نہیں بلکہ فی لاکھ ایک سو زیادہ نہونگے
باوجود اس کے بھی نباتات کی اسقدر حیرت انگیز اور بیشمار زیادتی کیوں وجود پذیر ہے۔
دیانندی فلاسفرو! جب گوشت خور اقوام کی نسبت تم ترک حیوانات کی بنا پر (منطق) چھانٹتے
ہو۔ تو تم بھی ترکاری میوہ۔ پھل۔ مولی۔ گاجر اور ہر قسم کے غلوں کا استعمال کیوں نہیں
چھوڑتے اور کیوں مثل مشہور خودرا فضیحت دیگراں را نصیحت کے مصداق صحیح بنتے ہو۔ فی الجملہ
یا تو سوامی جی کے مسئلہ سے انکار کر دو یا نباتات یعنی غلہ اور ترکاری وغیرہ کا کھانا بھی ویسا ہی ترک کر دو جیسا کہ

تنبیہ | نباتات کے اندر انسانی روح کی موجودگی کتب مندرجہ ذیل کے اندر بالصراحت
دیکھو۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۵ و صفحہ ۵۹۹ و صفحہ ۶۰۲ و صفحہ ۳۴۲ و صفحہ ۳۳۸ و منوسمرتی ۹/۴۰ و ۱۲/۴۴ و
۱/۵۶ و کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹۴ کالم اول صفحہ ۱۱۲ کالم ۱۔ و نوٹ بابو نہال سنگھ مندرجہ ستیارتھ صفحہ ۶۲

(بقیہ صفحہ آئندہ)
(المصنف)

ھ۱ ہر ایک آریہ مہاشہ کیلئے خواہ امیر ہو یا غریب حتیٰ کہ طالبعلم کیلئے بھی صرف دو وقت ہون

ساگ۔ پھل۔ پھول اور نہ کسی قسم کا غلہ روئے زمین پر دستیاب ہوگا۔ اور اس
حالت میں نظام عالم کے اندر جو برہمی واقع ہوگی۔ اس کا محض خیال ہی دل پر
کیسے جانکاہ صدمہ کا سبب اور غم افزا مصیبت کا باعث ہوتا ہے۔ اس کا وقوع تو
مہاپرلے کا جدّامجد ہی ہو جائیگا۔ خدا وہ دن کسی مہا دشمن کو بھی نہ دکھائے کہ روئے
زمین کے تمام انسان ویدک مت کے پورے پورے عامل ہو کر مہاپرلے قائم
کردیں۔ اس لئے کہ اگر تمام انسان ویدک دھرم کے مطابق (حسب تاکیدی ہدایت[1]
اور موافق امکان تسلیم کردہ سوامی جی) نیکوکار ہو جاویں[2] (جیسا کہ آسمانی اور الہامی
کتابوں کا منشا ہے) اور نیکی کے باعث انکی روحیں انسانی قالب کے باہر یعنی حیوانات

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے واسطے روزانہ کم سے کم سولہ تولہ صرف گھی کا ہونا ضروری ہے، (دیکھو ستیارتھ
صفحہ ۴۹) ورنہ تارک فرض اور شودر ہونا پڑیگا (دیکھو ستیارتھ صفحہ ۱۲۷)

دیانندی دوستوں اور مہاشوں کی بہت بڑی تعداد (یعنی فیصدی پچانوے غالباً تارک ہَوَن
ہوگی۔ بعض کو محض اپنی غفلت سے اور اکثر صرف بوجہ مفلسی اور ناداری کے کیونکہ ہر ایک
دیانندی کیلئے گھی ۱۶۔ تولہ اور صندل وغیرہ ضروریات ہَوَن ملا کر کسی طرح ۵ روپیہ سے کم ہَوَن
میں خرچ نہیں ہو سکتا ہے۔ فرض کرو کہ ایک دیانندی مہاتما کی آمدنی دس روپیہ ماہوار یا اس سے بھی
کم ہو جس پر خود اسکی اور اسکی بی بی اور اس کے بڈھے والدین اور چھوٹے بڑے بچوں کی زندگی کا مدار
اور انحصار ہو۔ اگر وہ اپنی اور اپنے جملہ متعلقین کو تمام ضروریات زندگی (کھانا۔ کپڑا۔ گھر۔ شادی۔ غمی وغیرہ
جملہ ضروری اخراجات زندگی) سے روک کر یعنی بھوکا اور ننگا رکھکر (جو غیر ممکن ہے) اور اپنے والدین کو
ترک ہَوَن کی وجہ سے شودر ہی رہنا چھوڑ دے۔ تب بھی محض میاں بی بی دونوں ہی کیلئے بیس روپیہ
ماہوار صرف ہَوَن کیلئے درکار ہے۔ جب یہ فرض ادا ہو سکتا ہے اور دونوں میاں بی بی شودر
ہونے سے بچ سکتے ہیں۔ ورنہ وہی حیوانی اور نباتاتی قالب کا خوشنما درشن۔ دیانندی مترو!
سچ بتانا کہ خدائی مذہب ایسی ہی پنتھ میں ایسی تکلیف مالایطاق (یعنی ہر ایک شخص پر خواہ امیر ہو خواہ غریب......

[1] سوامی جی کی تاکیدی ہدایت ہے، کہ کل بنی انسان کو وید کے مطابق چلنا نہایت واجب ہے، (ستیارتھ صفحہ ۵۳۲)

[2] سوامی جی نے اپنی کتاب دیوہار بھانو کے صفحہ ۲۲ میں تمام انسانوں کا دھرم آتما ہونے کا امکان تسلیم

اور نباتات کے قالب میں جانے کے قابل نہ رہیں تو کیا جملہ حیوانات درندے پرندے۔ بھینس۔ بکری۔ گھوڑے۔ ہاتھی اور گئو ماتا اور جملہ نباتات اور ہر قسم کے غلے اور ترکاریاں وغیرہ سب کی سب روئے زمین سے نیست نابود نہ ہو جائینگی؟ یعنی موجودہ انسانوں کی روحیں اپنی نیک کرداری کیوجہ سے حیوانی اور نباتی قالب میں تو کسی طرح جائینگی ہی نہیں اور جو روحیں حیوانی اور نباتی قالب میں (بقول سوامی جی) اپنے اپنے پاپ پل

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کر لیا ہو دسمبر ۱۹۰۷ء کے آریہ مسافر جالندھر میں ایک آریہ سماجی سوامی جی کے تسلیم کردہ امکان سے محض بے خبر نے امکان کے مفہوم پر اچھل کود مچا کر آخر میں یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہمارا (یعنی دیانندیوں کا) عقیدہ ہے کہ جس طرح سارے آدمیوں کی شکلیں یکساں نہیں ہوتیں۔ جیسے کہ ان کے خیالات اور رائیں ایک طرح نہیں پائی جاتیں ویسی ہی چونکہ وہ (باتمیز تفریق نیک و بد کے) فعل کرنے میں خود مختار ہیں۔ لہذا کبھی ایک وقت میں ان کے کرم بھی یکساں نہیں ہونگے۔ نہ ہوئے اور نہ ہو سکتے ہیں الخ۔ دیانندیو! ویدوں پر عمل کرنیکی بابت سنیاسی جی کی کمال تاکید و تسلیم کردہ امکان کے علاوہ حسب تحریر جناب سوامی جی بیشک ایسا زمانہ بالضرور گذرا ہے جس میں اس زمانہ کے تمام موجودہ انسانوں کی حالت یکساں تھی اس پیچیدہ معمہ کے حل کرنے کیلئے اپنی سوامی جی کی مستند کتاب اپدیش منجری کا صفحہ ۵۹۔ بالضرور دیکھو جس میں وہ لکھ رہی ہیں کہ آدمی سرشٹی کے پیدا شدہ انسانوں میں گیان اور کرم کیوجہ سے اب جیسا فرق ہو گیا ہے موجود نہ تھا۔ ان لوگوں کو صرف کھانا پینا اور بھوگ کرنا ہی معلوم تھا اور ان وشیوں میں سب جاندار ایک ہی سے اور ایک ہی رس تھے اور یہ حالت انکی کچھ عرصہ تک رہی۔ اپدیش منجری صفحہ ۵۹۔

اس تحریر کا صحیح مفہوم یہی ہے کہ اس وقت کے تمام انسانوں کے گیان و کرم یکسان کچھ عرصہ تک رہے۔ بہر حال اگر سوامی جی کی یہ تحریر صحیح ہے تو دیانندی دوستوں کی کھینچ تان اور اچھلنا کودنا سراسر فضول ہے اور اگر انکی اچھل کود ٹھیک ہے تو سوامی جی کی یہ تحریر اور تسلیم کردہ امکان اور ویدوں پر عمل کرنے کی تاکیدی ہدایت بالکل غلط ہے۔ اسکا فیصلہ آپ ہی حضرات کے انصاف اور دیانت پر چھوڑنا بہت مناسب ہے۔ (مصنف)

کی سزائیں پا رہی ہیں وہ اپنی اپنی میعاد سزا ختم کر کے پھر انسانی قالب میں آ جائینگی اور روئے زمین پر بجز انسان کے کسی چرند و پرند وغیرہ حیوان اور کسی قسم کی گھاس اور غلہ وغیرہ نباتات کا نشان ملنا محالات سے ہو جائیگا اور ایک ایک چپہ بھر زمین کا ایک ایک انسان کے حصے میں پڑنا مشکل ہوگا تو دنیا کا موجودہ انتظام (ویدک مت کے مطابق بڑا ہی نیکوکار ہونے سے)[1] کیونکر نہ درہم و برہم ہو جائیگا۔ ایسی مصیبت اور آفت کیوقت نہایت ضروری بلکہ فرض مذہبی رسم ہون میں گھی کا بہم پہونچنا بجز منکوحہ یا نیوگن مستورات

---

[1] تمام انسان تو ویدک مت کے انکار سے پاپی اور ناستک ہی ہیں (دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۹۶ و ۳۴۷ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۵۳ و ۲۷۵ وغیرہ) وہ تو مرنے کے بعد کبھی جنم تک انسانی قالب میں جا ہی نہیں سکتے۔ اب رہگئیں یہ تھوڑی سی دیانندی مہاتما بھگتوں کی جماعتیں جنکا شمار انگلیوں پر ہو سکتا ہو۔ خاصتہ سبزی خور پارٹی کی سماجیں (جنمیں فیصدی غالبا ۹۰ تارک ہون ہیں) اگر یہ بھی پاپی ہو جاویں۔ تو روئے زمین پر ایک انسان بھی (حسب تعلیم وید) نظر نہ آیگا۔ سب کے سب یکلخت حیوانی اور نباتی قالب میں چلی جائینگی ایسے وقت میں نظام عالم کا درہم برہم ہونا آفتاب نیمروز سے بھی زیادہ واضح اور روشن ہو۔ اسیطرح اگر تمام لوگ ویدک مت پر پورے طور سے ایک ہی صدی یا چند صدیوں میں رفتہ رفتہ اسطرح پر عمل کریں کہ نجات پا جائیں۔ تو کئی نیل برسوں تک انسان حیوان اور نباتات سے دنیا خالی رہ سکتی ہو کیونکہ تمام روحیں تو اپنی غائت نیک اعمالی کے باعث قفس دنیا کو خالی کر کے نجات خانہ کو چلی گئیں اور ویدک پرمیشور میں تو ایک چھوٹی سے چھوٹی چیونٹی کی روح اور اسکی ٹوٹی ہوئی ٹانگ کے مادہ پیدا کرنے کی (ویدک عقائد کی رو سے) قدرت ہی نہیں تو اب وہ کہاں سے روحیں لاکر پھر دنیا کو آباد کریگا؟ بس اتنی مدت تک بجز اس کے کہ ویدک پرمیشور اپنے ویدک قانون کی بدولت ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھا رہے اور اس کی ساری ترکی تمام ہو جاوے اس کو کوئی چارہ نہ ہوگا۔

سماجی دوستو! مضمون مندرجہ متن مع اسکے حواشی کے بنظر دیکھو ویدک مت پر چلنے کے ثمرات اور نتائج تمپر ظاہر ہوتے جائینگے۔ یہ بھی یاد رکھنا کہ ویدک مت پر عمل کر کے بجز تکلیف اور دکھ کے ہرگز کوئی عمدہ نتیجہ تم نہیں نکال سکتے۔ ویدک مت کی جس قدر تم حمائت کرتے جاوگے اسی قدر نظام عالم کا بگڑا ہوا نقشہ تم کو نظر آتا جائیگا۔ (مصنف)

کے دودھ کے غیر ممکن ہوگا اور کھیت جوتنے اور گاڑی چلانے کے لئے بجز اسکے
کوئی آسان صورت نہ ہوسکیگی کہ بجائے بیل کے ہل اور گاڑی میں دو مہاشے جی کندھوں
پر جوا رکھکر آگے آگے گاڑی اور ہل؎ کھینچتے ہوئے چلیں۔ اور ایک مہاشہ دوست کلمات
شائستہ کہتا ہوا اور ہنٹر لگاتا ہوا پیچھے پیچھے چلے۔ اور بجائے ہاتھی اور گھوڑوں کے ایک مہاشہ
جی دوسرے کی پر ہودہ اور زین کس کر سواری کیا کریں۔ اگرچہ (قانون وید کے رو سے)
کتے۔ بلی۔ ہاتھی۔ گدھے۔ سور۔ چیلر۔ کھٹمل اور کیڑے مکوڑے وغیرہ تمام جانداروں میں
انہیں مہاشے وغیرہ قائلین تناسخ میں سے پاپیوں اور دشٹوں ہی کی روحیں تو
ابتدائے آفرینش سے رہیں اور بموجب اعتقاد دیانندی مہاشوں کے بے شمار زمانہ
بلکہ ہمیشہ ہمیشہ لوٹ پھیر کر انہیں اجسام کے اندر رہا کرینگے یعنی روئے زمین پر موجودہ

؎ اگر ہل کھینچکر ہمارے دوستوں نے کھیتوں کو جوت ہی لیا تو یقیناً یہ فعل عبث ہوگا۔ کیونکہ
فلاسفران یورپ (جنکے ہمارے دیانندی دوست بے حد معتقد ہیں انہوں) نے تحقیقات کر کے یہہ
ثابت کر دیا ہے کہ بعض نہایت ہی چھوٹے چھوٹے کیڑے کھیتوں کی غذا بنتے ہیں اور
ان (درختوں) میں نمو پیدا کرتے ہیں۔ صانع عالم یعنی قادر مطلق نے ان کیڑوں کو اسی لئے پیدا
کیا ہے جبکہ ان کیڑوں کی روحیں اپنی اپنی میعاد سزا ختم کر کے انسانی قالب میں چلی جائینگی
اور کھیتوں کی غذا معدوم ہو جائیگی۔ تو ان میں غلہ کا پیدا ہونا بھی از قبیل محالات ہو جائیگا
ایسا ہی منی کے کیڑے جب مبیض میں داخل ہوتے ہیں تب ہی انسانی قالب بننا شروع ہوتا ہے
جب کوئی روح ان کیڑوں میں جنم ہی نہ لیگی۔ تو خود حضرت انسان کی پیدائش بھی غیر ممکن ہی
ٹھیریگی۔ ان کے علاوہ پانی کے (ایک ایک قطرہ میں ہزار ہزار) کیڑے۔ بعض حیوانوں کے
دماغ کے کیڑے وغیرہ جنکی پیدائش ضروریات سے ہے۔ یہ بھی نہ پیدا ہونگے تو حضرت انسان
کی مقدس زندگی معلوم۔

واہ جی ویدک دہرم! او تیرا اچھوتا مسئلہ تناسخ۔ تم دونوں کے کیا کہنے ہیں کہ تمہاری
پاکیزہ ہدایتوں پر عمل کرنے کی بدولت ایسے ایسے روز بد دکھائی دیتے ہیں ؎

ہر خس و خاکہ در راہ نمودے دارد ٭ آخر اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

(مصنف)

جانوروں کی روحیں کسی وقت انسانی جسم کے اندر تھیں۔ اور اب مذکورہ بالا حیوانات کے
قالبوں میں ہیں جسطرح انہیں روحوں سے قالبوں کے اعتبار سے سواری۔ ہل جوتنے۔
گاڑی کھینچنے اور دودھ لینے وغیرہ کا کام لیا جاتا ہے۔ اب بسبب نیک اعمالی اور پورے
طور سے ویدک مت پر عمل کرنیکے مذکورہ بالا حیوانوں کے ظاہری قالب والی نسلوں
کے معدوم ہوجانے سے وہی کام جو انسانی حوائج کے منجملہ لوازمات کے ہیں آپس میں
ایکدوسرے سے لینا ضروری ہوگا۔ لیکن ساگ، ترکاری، مولی، پھل، گیہوں، دھان اور
مٹر وغیرہ جملہ اقسام کے نباتات اور ایک ایک انچ خلا اور ایک ایک قطرۂ آب میں
ہزاروں روحیں پائی جاتی ہیں۔ جو کہ بزعم سوامی جی انسانی ارواح ہیں۔ وہ بھی تو
اپنی اپنی میعاد سزا ختم کرکے مثل دیگر حیوانات کے انسانی قالب کے اندر آجائینگی
اور کثیر التعداد انسان ہوجانے کے سبب زمین پر کھڑے ہونے کو چار انگشت بھی جگہ
نہ ملیگی۔ تو اب اسقدر کثیر التعداد انسان کیلئے غذا جو حیات کیلئے نہایت ضروری چیز
ہے بہم نہ پہونچنے کی وجہ سے اسکی زندگی کیونکر قائم رہیگی۔ بلکہ دو ایک ہی ہفتہ کے اندر
روئے زمین کے تمام انسان اپنی کمال نیک کرداری کے ثمرہ اور ویدک مت پر
پورے طور سے عمل کرنیکے پھل اور ویدک قانون کے عمدہ نتیجہ سے نیست و نابود
ہوجائینگے۔ یونہی اگر چند صدیوں تک انسانی قالب میں آنیوالی ارواح کے اعمال مردوں ہی
کے جنم کے قابل ہوں۔ تو عورتوں کی پیدائش کیونکر ہوگی۔ اور اگر سب ارواح
کے اعمال عورتوں ہی کی جون کے قابل ہوں تو مرد کہاں سے پیدا ہونگے۔ پس ان
دونوں کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ چند دنوں میں ایک ہی نوع کی پیدائش کیوجہ سے
انسانی نسل منقطع ہوجائیگی۔ اور اگر تمام انسان بداعمال۔ مخالف وید ہوجائیں۔
تب بھی انسانی پیدائش سرے سے موقوف ہوجائیگی اور اس صورت میں بھی نظام
م یقیناً درہم و برہم ہوجائیگا۔

وجوہ مندرجۂ بالا کی رو سے یہ امر آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ ویدک مت میں
یہ تقاضا ہی نہیں کہ اس کی ہدایتوں پر دو چار صدیوں یا اس سے کم و بیش زمانہ تک

کل نوع انسان ویدوں کے مطابق عمل کریں حالانکہ سوامی جی کل نوع انسان پر ویدوں
کی اطاعت واجب کہتے ہیں (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۳۳) کیونکہ یہ تمام چیزیں بحسب پابندی عقائد
ویدک احکام پر عمل نہ کرنے کے کھلے ہوئے نتائج ہیں انہیں کے لیے جاری بد اعمال انسانوں کا بھلا ہو جنکی بد عملی
کی بدولت نظام عالم درست ہے۔ اور عالم حیوانات اور نباتات کا خوشنما منظر ہمارے مہاشہ
دوستوں کو دکھائی دیتا ہے انہیں بد اعمال انسانوں کی خیر ہو جن کے قدموں کی برکت سے دنیا
کی مشینیں اور اسکے ہر ایک کل پرزے درست ہیں انہی بد اعمال انسانوں کی جے منانی چاہیے جو برہم ہتیا
ایسے بدترین گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں کیونکہ اگر یہ نہوں تو گائے بیل وغیرہ ایسے مفید جانوروں کی پیدائش کیونکر ہوگی

لہ منوسمرتی کے ادھیائے ۱۲ اشلوک ۵۵ میں ہے "برہم ہتیا کرنیوالا کتے۔ سور۔ گدھے۔ اونٹ
بیل بکری۔ بھیڑ۔ ہرن۔ جانور۔ چنڈال اور پکس جون میں جاتا ہے" اس شلوک میں
گائے بیل (ایسے قابل تعظیم ماتا پتا جانور) کو منوجی نے انہیں اعمال بد (برہم ہتیا) کا نتیجہ
قرار دیا ہے جو سور اور گدھے کے وجود کا باعث ہے۔ مقام حیرت ہے کہ ایک برہم ہتیاری کی
روح سور اور گدھے کے قالب میں جاکر بے انتہا نفرت کی باعث ہو۔ اور دوسرے
برہم ہتیاری کی روح گائے اور بیل کے قالب میں داخل ہوکر انتہائے عظمت اور بزرگی
یعنی ماتا کہلانے کی مستحق خیال کیجائے۔ برہم ہتیارے مجرموں کی اسقدر تعظیم و تکریم کس
فلاسفی پر مبنی ہے؟ گائے بیل وغیرہ کے بجائے مکڑی۔ سانپ۔ گرگٹ اور غلاظت خور جانوروں
کی تعظیم و تکریم ایک گونہ ضروری تھی۔ کیونکہ انکی جونوں میں خود برہمن کی روحیں مقید ہیں۔ اور
گائے بیل کی جونوں میں برہمن کے مارنیوالے پاپی لوگ ہیں۔ آجکل ہندوستان کے ہر ایک گوشہ
میں گئو رکھشا سبھائیں قائم ہیں۔ اور گائے بیل کی ترقی اور ان کی نسل کی زیادتی کی سوچ میں بڑے
بڑے ہندو لیڈر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اور گائے بیل کی قلت اور دودھ گھی کی کمی
کا الزام گاؤکشی کے باعث مسلمانوں اور عیسائیوں کے سر پر دھر رہے ہیں۔ لیکن ہمارے دیانندی
دوست اگر منوسمرتی کا مندرجہ بالا اشلوک دیکھے ہوتے یا اس پر انکا پورا اعتقاد ہوتا اور قانون
تناسخ پر کامل یقین ہوتا تو گائے بیل کی ترقی کو برہم ہتیا کی ترقی پر اور ان کے تنزل کو برہم ہتیا
کے تنزل پر منحصر سمجھتے نہ کہ گئو رکھشا سبھا کو انکی ترقی کا باعث خیال فرماتے۔ برہم ہتیا کم ہوگی

اور انسان کو دودھ۔ گھی۔ مکھن۔ ربڑی۔ دہی۔ اور چھاچھ وغیرہ مزیدار چیزیں کسطرح مل سکینگی۔ انہیں بداعمال انسانوں کو بکمال ادب نمستے کرنا چاہیئے۔ جو اپنے اپنے گرو کی عورت سے بدفعلی کرتے ہیں (دیکھو منوسمرتی) جس کی وجہ سے گھاس پات اور لہلہاتا ہوا خوشنما سبزہ زار نظر آرہا ہے۔ جسکو کھا کر گائے۔ بیل۔ گھوڑے۔ اونٹ وغیرہ سبزی خور زندہ ہیں۔ اور شلغم۔ گوبھی۔ آلو کچالو۔ انار۔ امرود۔ ناشپاتی۔ گیہوں۔ جو۔ چنا۔ ارہر اور چاول وغیرہ انہیں کے طفیل نظر آرہے ہیں۔ اگر برہم ہتیا گناہ کا کرنیوالا کوئی انسان روئے زمین پر نہ رہے اور پھر بھی گائے بیل کا چھوٹے سے چھوٹا بچہ کوئی مہاشہ دوست ہمکو دکھادے تو ہم منہ مانگا انعام دینے کیلئے تیار ہیں اسی طرح اگر گورو کی عورت سے بدفعلی کرنیوالے انسان دنیا سے معدوم ہو جاویں۔ اور پھر بھی گھاس کا ایک ننھا سا پودا کوئی مہاسوامی دوست ہمیں معائنہ کرادے۔ تو اسکی غلامی کے لئے بہمہ وجوہ آمادہ ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کی صورت میں اگر لاکھوں گئو رکھشنی سبھائیں قائم کی جائیں۔ اور کروڑوں اپدیشک (واعظ) انسداد گئوکشی کیلئے کوشش بلیغ کریں۔ لیکن پھر بھی گائے بیل کی ترقی ہرگز نہیں ہو سکتی اور اگر گئو رکھشا کی ایک سبھا بھی روئے زمین پر نہو۔ اور ایک متنفس بھی زبان مقال اور زبان حال سے اسکی بابت ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالے تو برہم ہتیا کی زیادتی کیصورت میں اشلوک مندرجہ بالا کے رو سے خود بخود گئے بیل کی نسل میں بالضرور افزائش ہو کر رہیگی۔ الغرض برہم ہتیا اور گائے بیل کے نسل کی کمی بیشی اشلوک مندرجہ بالا کے رو سے لازم و ملزوم ہیں۔ ایک کی کمی سے دوسرے کی کمی اور ایک کی زیادتی سے دوسرے کی زیادتی لازمی ہے۔ بہرحال جو لوگ گائے بیل کی نسل کی ترقی چاہتے ہیں۔ اور تناسخ کو بھی اعتقاداً صحیح مانتے ہیں۔ اور برہم ہتیا کے مخالف ہیں اونپر واجب ہے کہ وہ گئو رکھشنی سبھائیں ایکدم موقوف کردیں یا مسئلہ تناسخ کو غلط قرار دیں یا گائے بیل کی ترقی کے لئے برہم ہتیاروں کی جنوں اور انکی سبھاؤں کی ترقی کے اسباب پر گہری نگاہ ڈالیں تاکہ بغیر ایذا مسلمان اور عیسائیوں کے گئے بیل کی زیادتی ہو جاوے (عبد الحنان)

الغرض ویدک اصول کے رو سے نظام عالم کی مشین اور اس کے چھوٹے بڑے کل پرزوں کی درستی کے لئے بداعمال انسانوں کو بہت کچھ دخل ہے اور بغیر ان جہال سوں کے معتنم اور بابرکت وجود کے کسی طرح دنیا کا انتظام قائم ہی نہیں رہ سکتا اور ان بداعمال انسانوں کا نیکوکاروں اور ویدک پرمیشور پر جو احسان ہے وہ آفتاب نیمروز سے بھی زیادہ روشن ہے۔ نظام عالم کی درستی اور بداعمال انسان کا مقدس وجود ویدک اصول (تناسخ) کے رو سے بمنزلہ لازم و ملزوم کے ہے۔ باوجود اس کے بھی سوامی جی کی تاکیدی ہدایت یا تو سماجی دوستوں کو تھوڑی دیر خوش کرنے کی غرض سے ہی کہ ہمارے وید بھی اس قابل ہیں کہ تمام لوگ اس پر عمل کریں۔ یا خود بدولت نے کسی زمانہ کسی خاص حالت میں اس مضمون کو لکھدیا تھا۔ یا درپردہ نظام عالم میں خلل ڈالنے اور دنیا کی بربادی کی آپکو سوجھی ورنہ ویدک مذہب کا پابند اور مسئلہ تناسخ کو اعتقاداً صحیح جاننے والا سوامی اور ویدک مذہب کی بابت ایسی ضرر رسان ہدایت ایں چہ بوالعجبی ست۔ البتہ جو مذاہب تناسخ سے منکر ہیں اون کو عموماً اور مقدس و برگزیدہ اسلام کو خصوصاً ایسی ہدایت زیبا ہے کیونکہ انکے نزدیک گائے بیل وغیرہ حیوانات برہم ہتیا کے نتائج نہیں ہیں۔ اور گھاس پات وغیرہ عالم نباتات گروکی عورت سے بدفعلی (جوکہ بدترین گناہ ہے) اسکی زندہ مثالیں نہیں ہیں اور انکا وجود بداعمال انسان پر منحصر نہیں ہے۔ انسان ایک خاص مخلوق ہے اور گائے بیل وغیرہ ایک دوسری خلقت۔ انسان کی روح اور ہے۔ اور گائے بیل وغیرہ کی روحیں اور۔ نہ تو ایک انسان کی روح دوسرا انسان خواہ حیوان یا نباتات کے قالب میں جنم لیتی ہے۔ اور نہ کسی حیوان اور نباتات کی روح انسان کے جسم میں عود کرتی ہے۔ اس بنا پر اگر روئے زمین کے تمام انسان نیکوکار ہو جاویں تو بجز فائدہ اور صلاح کے نظام عالم میں کسی قسم کا فتور واقع نہیں ہو سکتا۔ اور اگر روئے زمین کے تمام انسان بدکار ہو جاویں تب بھی نظام عالم کی رفتار میں ذرہ برابر تغیر اور فرق نہیں واقع ہو سکتا۔ سوامی جی فرماتے ہیں کہ (اکشواکو راجہ جو برہما جی کی چھٹی پشت میں گذرا ہے) اسوقت سب لوگ ویدوں

کے احکام کے مطابق چلتے تھے۔ ایڈیشن مجری صٓ ۹۵ دیانندی دوستو! سماجی فلاسفر! اپنے چوتھے نیم کو سامنے رکھکر براہ مہربانی ذرہ بتایئے اور ضرور بتلایئے کہ سوامی جی کا یہ فرمودہ صحیح ہے تو اکشواکو راجہ کے وقت ہل چلانے۔ ہون کرنے۔ جانوران سواری اور بار برداری اور غذا وغیرہ کا کیا بندوبست رہا ہوگا۔ مذکورہ بالا ہی طریق یا کسی دوسرے طور سے بذریعہ مستند تاریخ کے بتانا۔

بہر حال اس وقت کے لوگ ویدوں پر عمل کر کے بالضرور سخت دقتوں میں مبتلا ہوئے ہونگی کیونکہ ویدوں پر عمل کرنے کے باعث گائے۔ بیل۔ گھوڑے۔ اونٹ اور ہاتھی وغیرہ جانوروں سواری اور باربرداری اور دُودھ دینے والی گائیں اور ہل چلانیوالے بیل کی پیدائش یکقلم موقوف ہوگئی ہوگی۔ اور جو۔ گیہوں۔ چنا مٹر اور چاول وغیرہ عالم نباتات کی پیدائش بھی بالکل رکگئی ہوگی۔ گائے بھینس کے نہ پیدا ہونیکے سبب گھی بالکل معدوم ہو گیا ہوگا جس سے اسوقت کے تمام موجودہ انسان ہون جیسی لازم اور فرض عبادت کو ترک کر بیٹھے ہونگے۔ غالباً یہ خرابیاں دیکھکر بہت سے عقلمند لوگوں نے ویدک احکام کے مطابق عمل کرنا چھوڑ دیا ہوگا۔ یا راجہ مذکور نے ویدک احکام کے خلاف عمل کرنے کی بابت فرمان جاری فرمائے ہونگے۔ تاکہ پھر مندرجہ بالا حیوانات اور نباتات کا درشن نصیب ہو اور ہون کی مفروضہ عبادت کا موقع پھر ملے اور نظام عالم پھر درست اور مکمل ہو جاوے۔

سماجی دوستو! ہاتھی۔ گھوڑا۔ اونٹ اور بیل وغیرہ جانوران سواری اور بار برداری کی بابت تمہارے پاس کونسا مدلل اور قطعی ثبوت ہے۔ کہ قائلین تناسخ میں سے کسی مہاتما کے پیارے خرد اور محترم بزرگ قرابت مندوں کی روحیں ان قالبوں کے اندر نہیں ہیں۔ تو کیا ان پر سوار ہوکر ہنٹر لگانا اور انکو گاڑی اور ہل میں جوتنا اور گائے بھینس کا دُودھ پینا باعث بے ادبی اور موجب گستاخی نہیں ہی؟ نیز منکوحہ اور نیوگن مستورات کی بابت بھی یہی احتمال ہے کہ شائد ان کے قالبوں میں اسی مہاتما کی خرد یا بزرگ محرمات میں سے کسی کی روح ہو پس ان سے نکاح یا نیوگ کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟

اور قطعی ثبوت دربارۂ وجود و عدم کے اگرچہ معدوم ہے۔ لیکن احتمال تو ضرور ہی پس جسطرح طاعون یعنی پلیگ وغیرہ سے صرف بوجہ احتمال مبتلا ہو جانے کے بھاگتے ہو۔ اسی طرح مذکورۂ بالا احتمالات کی وجہ سے جانوروں پر سواری و بار برداری اور ان کے دودھ گھی وغیرہ کا استعمال اور عورتوں سے ہمبستری بذریعہ شادی خواہ بذریعہ نیوگ کا ترک کرنی ضرور ہی۔ ورنہ عقیدۂ تناسخ کے رو سے ایک جون کے پیارے خرد اور محترم بزرگ محرمات کا دوسرے جون میں پیدا ہو کر زوجہ یا نیوگن بن جانا کوئی غیر ممکن امر نہیں۔ چنانچہ راوٹ ٹیکا مرنے کے بعد اپنی لڑکی کے رحم اور داماد کے نطفہ سے پیدا ہو کر لڑکی اور داماد کا جیتا جاگتا بیٹا بنگیا۔ (دیکھو وجہ ۱۱۔ و نیز پہپا تناسخ)

ممکن ہے کوئی دیانندی دوست اس موقع پر یہہ گہر افشانی کرے جیسا کہ آپکے لیڈر پنڈت لیکھرام جی اس کی بابت پہلی ہی سے کر گئے ہیں کہ روح ہمارے ماں باپ کے نطفہ سے پیدا نہیں ہوئی ہے پس ہماری ماں باپ روح کے ماں باپ نہیں ہیں۔ اسکا جسم ہی ہمارا ماں باپ ہے۔ جب جسم گل گیا یا خاک در خاک ہوا تو وہ سلسلہ بھی ٹوٹ گیا۔ کلیات آریہ مسافر صـ۲ کالم ۲

بات تو تم نے بنائی ہے یہاں خوب مگر
ہے جو بگڑی ہوئی قسمت تو بنی خوب نہیں

لیکن ہمارے دیانندی دوستوں کی یہ رکیک توجیہ چند وجہوں سے قابل التفات اہل انصاف اور اہل دانش نہیں ہے۔

(۱) قبل اسکے کہ میں ان ناقابل التفات وجوہ کی تردید کے قطعی دلائل حوالۂ قلم کروں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سوامی دیانند جی اور پنڈت لیکھرام جی نے روح کے جو اوصاف تحریر فرمائے ہیں معزز ناظرین کے سامنے پیش کر دوں تاکہ وہ خود اس امر کا براہ راست منصفانہ فیصلہ کریں۔ کہ بربنائے تحریر ہر دو تمام احکام اور رشتے روح سے متعلق ہیں یا جسم سے۔ اور روح اور جسم کو باہمی تعلقات کیسے ہیں

سوامی دیانند تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱) جیو جنم لیتا ہے۔ بندھن میں پھنستا ہے۔ بندھن چھڑانے کی تدبیر کرتا ہے۔ دکھ سے چھوٹنے کی خواہش کرتا ہے۔ دکھوں سے چھوٹ کر پرم آنند پرمیشور کو واصل ہو کر مکتی کو بھی بھوگتا ہے۔ (ستیارتھ صفحہ ۲۴۰)

(۲) جو اچھا (خواہش) دویش (تنفر) سکھ (راحت) دکھ (رنج) اور گیان (علم) وغیرہ صفات سے موصوف۔ محدود العلم۔ ابدی ہے۔ اسی کو جیو مانتا ہوں (ستیارتھ صفحہ ۷۲۴ و کلیات صفحہ ۸ ک)

(۳) جیو اعمال کرنے میں خود مختار اور پاپ کے نتیجہ بھوگنے میں تابع مرضی ہوتا ہے۔ (ستیارتھ صفحہ ۲۵۱ طبع ۹)

(۴) (پران) دم کی ہوا کو باہر نکالنا (اپان) دم کو باہر سے اندر لینا (نمیش) آنکھ کو بند کرنا (انمیش) آنکھ کھولنا (من) تیقن۔ یاد اور انانیت (گتی) حرکت (اندریہ) حرکت حواس (انتر وکار) بھوک۔ پیاس۔ خوشی۔ غم وغیرہ مختلف حالتوں کا عائد ہونا۔ جیو آتما کے یہ صفات پرماتما سے جدا ہیں انہیں سے آتما کو پہچاننا چاہیے کیونکہ وہ کثیف نہیں ہے۔ جب تک آتما جسم میں ہوتا ہے تب ہی تک یہ صفات ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ (ستیارتھ صفحہ ۲۵۲)

سوامی جی نے اس مقام پر تو یہ ارشاد فرمایا کہ روح کے اوصاف مندرجہ بالا جبھی تک ظاہر ہوتے رہتے ہیں کہ وہ جسم میں رہتی ہے (گویا ضمناً اقرار ہے کہ یہ اوصاف دوامی نہیں بلکہ عارضی ہیں[۱]) اور اسی کتاب کے دوسرے مقام پر سوامی جی تحریر فرماتے ہیں کہ پرمیشور۔ جیو۔ پرکرتی (مادہ) تینوں ازلی ہیں۔ ان تینوں کے اوصاف و افعال عادات بھی ازلی ہیں (ستیارتھ طبع ۲ صفحہ ۲۷۵) جو اشیأ دامی ہیں ان کے صفات و عقل و فطرت بھی دامی ہیں اور غیر دامی جوہروں کے غیر دامی ہوتے ہیں۔ (ستیارتھ طبع ۹ صفحہ ۲۷۲ و کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹ ک)

[۱] پنڈت لیکھرام جی ایک جگہ لکھتے ہیں کہ روح کے ذاتی و فطری صفات صرف چیتنا ہے۔ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۶۲ ک (مصنف)

(۵) جسم بے شعور ہے۔ اور روح چیتن (ذی شعور ستیارتھ صفحہ ۲۵۱) گیان (علم)

(۶) محدود العلم۔ محدود المقام۔ لطیف۔ (ستیارتھ صفحہ ۲۵۳)

(۷) جب موت ہوتی ہے تو سب کہتے ہیں جیو نکل گیا۔ یہی جیو سب کو تحریک دینے والا۔ سب کو قائم رکھنے والا۔ شاہد۔ فاعل اور بھوگنے والا۔ (دکھ و سکھ کا پالنے والا) کہلاتا ہے۔ (ستیارتھ صفحہ ۳۲۲)

تعریف جیو (یعنی روح) از کلیات آریہ مسافر۔

(۸) ہماری مراد لفظ روح سے جان۔ رواں اور جیو ہے جسکی تعریف میں مہاتما کرشن جی نے فرمایا ہے۔ کہ اسکو آگ نہیں جلا سکتی اور نہ سلاح کاٹ سکتے ہیں نہ ہوا خشک کر سکتی ہے۔ اور نہ پانی گلا سکتا ہے۔ وہ پیدا نہیں ہوا۔ قدیم اور ہمیشہ رہنے والی چیز ہے جسم کے ٹکڑے ہونے سے اس کے ٹکڑے نہیں ہوسکتے جسطرح انسان پرانے کپڑے اتار کر نئے کپڑے پہن لیتا ہے اسی طرح یہ جیو پرانا جسم ترک کر کے نیا قالب اختیار کر لیتا ہے (صفحہ ۳۲ک و صفحہ ۳۳)

(۹) آتما (جیو) سوار ہے جسم فٹن ہے۔ بدہی کوچوان ہے اور من عنان باگڈور ہے۔ صفحہ ۳۴۔

(۱۰) روح جسم سے جدا۔ غیر مادی۔ اور مدرک بالذات خود ایک ہستی ہے وہ عناصر کا خلاصہ یا عطر نہیں اور نہ عنصروں کی ملاوٹ سے پیدا شدہ چیز ہے (صفحہ ۳۴)

(۱۱) جس کا ذاتی اور اصلی کام غور و فکر اور گیان کسی حالت اور کبھی کسی وقت اور کسی طرح بھی معطل یا بیکار نہیں ہوتا۔ اسی کو ہم لوگ روح یا جیو کہتے ہیں۔ (صفحہ ۳۵)

(۱۲) جس طرح آہنی گھوڑے سے اسکا سوار جدا اور جس طرح اصلی گھوڑے سے اسکا سوار دوسرا ہے۔ گھوڑا سوار کی مرضی کے مطابق چلتا ہے۔ اپنی مرضی کے مطابق نہیں اور اپنی مرضی کے مطابق سوار اس کو چلاتا ہے۔ اس کے تھک یا ٹوٹ جانے سے سوار سفر نہیں کر سکتا۔ بلکہ لاچار ہو کر بیٹھ جاتا ہے بعینہ یہی حال جسم اور روح کا ہے۔ روح مانند راکب اور جسم بمثل مرکب ہے جس طرح گھوڑا اور

آہنی گھوڑا دونوں ہم سے جدا ہیں۔ اسی طرح یہ جسمی گھوڑا بھی ہمارے اصلی سوار یعنی روح سے جدا ہے (صفحہ ۳۵)

اگر بدیدۂ غور دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ روح جسم سے جدا اور جسم روح سے جدا ہے جس طرح سوار گھوڑے سے کام لیتا ہے یا جسطرح ڈرائیور یا گارڈ ریلوے کو چلاتا ہے۔ اسی طرح روح اس جسم کو چلاتا ہے۔ ریلوے کو ڈرائیور یا گارڈ کا علم نہیں مگر ان کو ضرور ریلوے کا گیان ہو۔ ہاں اس جسمانی ٹرین کا جو اصلی ڈرائیور ہے وہی روح ہے (صفحہ ۳۵)

(۳۱) پس یہ بات بدرجۂ حق الیقین ہے کہ جس کو علم و گیان اور سب کی کمزوری کا ایمان ہے۔ وہ روح ہے (صفحہ ۳۶)

(۴۱) اصل میں اگر غور کیا جائے تو دماغ بمنزلہ ٹیلیگراف آفس کے ہے اور روح بمنزلہ ٹیلیگراف کلرک کے۔ اعصاب بمنزلہ تار برقیوں اور تمام باقی اعضاء بمنزلہ تار کے کھمبوں یا ستونوں کے ہیں۔ (صفحہ ۳۷)

(۵۱) یہی سبب ہے کہ جب روح بوجہ حکم اپنے مالک کے اس مکان کو چھوڑ جاتی ہے اور اپنے خواص یعنی قویٰ کو بھی ساتھ لیجاتی ہے۔ تو سب حواس کی جوتیں ماری جاتی ہیں۔ یہ ساری اندریاں جو عارضی طور پر ان کی مالک نظر آتی تھیں اصلی مالک مکان کی رحلت یعنی کوچ کر جانے سے محض معرا اور خالی رہجاتی ہیں۔ جو حالت مکین کے انتقال سے مکان کی ہوتی ہے۔ بعینہ وہی نوبت اس چندروزہ مکان کی ہوجاتی ہے۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ زبان وغیرہ دریچے کھلے یا بند رہجاتے ہیں اور کسی کام نہیں آتے۔ نہ کان سنتے ہیں، نہ زبان بولتی نہ ناک سونگھتا اور نہ ہاتھ پکڑتے اور نہ پاؤں چلتے ہیں۔ بلکہ یہ سارے روح کے نکلتے ہی سڑنے شروع ہوجاتے ہیں۔ اور ان سے بدبو نے لگتی ہے۔ پس جن کے سبب سے یہ سارے کام جاری اور جن کے چلے جانے سے سب اور خواص سے عاری ہوجاتے ہیں۔ وہی روح ہے (صفحہ ۳۸)

(۱۶) روح جسم سے جدا اور مسافرانہ اس میں وارد ہے (۴۰)

(۱۷) روح کسی طرح جسم کا حِصّہ یا مادی نہیں ہے۔ بلکہ اس سے جدا اور الگ شئے ہے۔ (ص۴۲)

(۱۸) اعضاء کی فہمائش کنندہ ص۳۹ سب سے کام کرانیوالا ہے۔ سب کو حکم میں چلانیوالا سب اعضاء کے تھک جانے سے نہ تھکنے والا (ص۳۷) دماغ۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان وغیرہ اور مرئیات ومحسوسات کی غلطیوں پر حکم کرنیوالا اور اصلاح کرنیوالا عمدہ راستہ بتلانے والا صحت اور غلطی میں امتیاز کرنیوالا۔ غم سرور۔ پیار۔ خیال۔ وچار۔ حیا۔ شرم۔ عزت۔ بے عزتی جوش اور بزدلی سے متاثر ہونیوالا مصائب کے وقت استقلال اور ہمت رکھنے والا غلطیوں تجربوں۔ تکلیفوں سے سبق لینے والا تجربہ۔ واقفیت۔ تاریخ۔ علم۔ فہم۔ توجہ۔ افعال۔ حرکات۔ اشارات۔ اخلاق۔ محبت۔ شجاعت۔ ہمت۔ استقلال۔ خوف۔ شہوت۔ غضب۔ نخوت۔ تکبر۔ نیکی۔ صداقت وغیرہ اوصاف سے موصوف ہونیوالا نیکی کیطرف مائل ہونیوالا۔ گناہ سے نفرت کرنیوالا۔ (ص۱۴) وشیوں کو جاننے والا حِسّوں کو محسوس کرنیوالا جیو ہے (ص۴۲)

(۱۹) شونیا شراب نشہ کی رائے روح کی بابت مسلّمہ پنڈت لیکھرام جی۔ سر کے بال کا سوواں حصہ کریں۔ اور پھر اس سویں حصّے کا سوال کریں۔ یہ جیو کا اندازہ ہے۔ ایسے جیو اننت ہیں۔ جیو نہ عورت ہے نہ مرد ہے نہ مخنث ہے۔ اپنے کرموں سے جیسے جیسے اجسام کو پراپت ہوتا ہے۔ ویسا ہی معلوم ہوتا ہے (ص۹۶)

(۲۰) سب شاستروں میں عموماً جیو کے یہ گن مانے گئے ہیں۔ دھرم۔ سچائی۔ پترتا۔ پیار۔ لجا۔ غیرت۔ پریرنا۔ ویراگ۔ پرسوارتھ۔ بیرتا۔ دھرنا (استقلال) ویاپار کرنا۔ کشما۔ دم۔ استی۔ شوچ۔ دویش چنتا غصہ۔ خواہش۔ دویش۔ نفرت۔ کوشش۔ سکھ دکھ۔ (ص۴۳)

(۲۱) پارسی مذہب کی کتاب دساتیر نے روح کی مندرجہ ذیل تعریف کی ہے۔

جو پنڈت لیکھرام جی کو بھی مسلّم اور مقبول ہے۔ روح ایک جوہر ہے مجرد و بسیط حرکت میں لانے والا اور اسکو انسان[۱] کہتے ہیں۔ اور ہم اور تم اسی سے مراد ہے اور وہ بدن کی تدبیر کرتا ہے۔ بدن میں روح حلول نہیں ہے اور نہ باہم ملا ہوا ہے (صفحہ ۹۹)

بلبل! سمجھ سمجھ کے ذرہ ڈھونڈو آشیاں

صیاد لگ رہا ہے تری گھات میں طرح

۵

دیانندی دوستو! سماجی مترو! سوامی دیانند اور پنڈت لیکھرام دونوں مہاتماؤں نے روح کے جو اوصاف و خواص مندرجہ بالا تحریر فرمائے ہیں اس سے تو صاف اور صریح بلکہ آفتاب نیمروز سے بھی زیادہ روشن طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ جنم لینے والی (یعنی جسم کیساتھ ملنے والی) مرنے والی (یعنی جسم سے علیحدہ ہونیوالی) خواہش اور نفرت کرنیوالی۔ سکھ اور دکھ بھوگنے والی۔ عقل و علم رکھنے والی۔ مُدرِک بالذات۔ متصرّف بالآلات۔ دیکھنے۔ سُننے۔ چکھنے۔ بولنے والی۔ اعضا کو فہمائش کرنے والی۔ سب اعضاء سے کام کرانیوالی۔ سب کو حکم میں چلانیوالی۔ دماغ وغیرہ اعضا کی غلطیوں کی اصلاح کرنیوالی۔ عمدہ راستہ بتلانیوالی۔ غم۔ سرور۔ حیا۔ شرم۔ خوف۔ غضب سے متاثر ہونیوالی۔ محنت۔ شجاعت۔ استقلال۔ ہمت۔ شہوت۔ تکبر۔ تواضع۔ نیکی و صداقت وغیرہ اوصاف کیساتھ موصوف ہونیوالی۔ **صرف روح ہے اور جس کے یہ اوصاف ہیں اسی کو انسان کہتے ہیں۔ اور ہم اور تم اسی سے مراد ہے** نہ کہ جسم اور قالب سے اور جسم

---

[۱] اس مقام پر پنڈت لیکھرام جی کو کتاب دساتیر کے رو سے یہ تسلیم ہے کہ روح کو انسان کہتے ہیں اور "ہم" اور "تم" اسی سے عبارت ہے۔ اور کلیات کے صفحہ ۳۶ کے میں اپنے الفاظ میں اس امر کا اقرار کیا ہے چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حواس ظاہری صرف آلات کے طور پر ہیں۔ ان کی معرفت یا ان کے راستہ سے انسان دیکھتا سُونگھتا۔ چکھتا ہے (اس سے آگے یہ ارشاد ہے) پس صاف ظاہر ہے کہ سُننے والا سُونگھنے والا بھوگنے والا روح ہے۔ انتہٰی۔ اس صغرٰی اور کبرٰی کا بدیہی نتیجہ یہی ہے کہ انسان اور روح دونوں ایک ہی ہیں۔ (منہ)

خواہ قالب محض۔ بے شعور۔ غیر ذی عقل۔ مٹی کا ایک تودہ۔ یا بہت سے پر مانو یعنے پرکرتیوں اور مادوں کا بیجان مجموعہ۔ بلکہ روح انسان کے لئے قالب یعنی جسم ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ جسم کیلئے کپڑا۔ یا سوار کیلئے فٹن یا آہنی خواہ اصلی گھوڑا یا ڈرائیور کیلئے ریلوے یا ٹیلیگراف کلرک کے لئے ٹیلیگراف آفس۔ یا مکین کیلئے مکان یا مسافر کیلئے سرائے جیسا تعلق ان سب چیزوں کا آپس میں ایکدوسرے کیساتھ ہے۔ اور جسطرح سوار اور فٹن۔ ڈرائیور یا ریلوے وغیرہ آپسمیں ایک دوسرے کے نہ جزو ہیں نہ کل۔ اسی طرح روح (یعنی انسان) اور جسم بھی باہم ایکدوسرے کا نہ جزو ہے نہ کل۔ اور جسطرح سوار و فٹن یا ڈرائیور اور ریلوے وغیرہ مذکورہ بالا چیزیں ماہیت اور خاصیت میں ایکدوسرے کی مغائر ہیں۔ اسی طرح روح اور جسم کے درمیان بھی مغائرت ہے۔

جو تعلق سوار کو فٹن یا آہنی خواہ اصلی گھوڑے یا ٹیلیگراف کلرک کو ٹیلیگراف آفس یا مکان کو مکین یا راکب کو مرکب یا پرانے خواہ نئے کپڑے کو جسم یا مسافر کو سرائے کیساتھ ہے بعینہ ویسا ہی تعلق روح کو جسم کے ساتھ ہے وبس۔ یعنی جسطرح سوار اپنی سواری۔ ٹیلیگراف کلرک اپنے ٹیلیگراف آفس۔ ڈرائیور اپنے ریلوے۔ مکین اپنے مکان۔ مسافر اپنے سرائے سے علیحدہ ہو کر اپنی تمام دیگر صفات کے ساتھ قائم رہتا ہے۔ اسی طرح روح بھی اپنی سواری یعنی جسم سے علیحدہ ہو کر (اپنی چوبیس قسم کی ذاتی صفتوں اور قویٰ کے ساتھ) قائم رہتی ہے (یا ایک سرائے سے انتقال کر دوسری منزل پر ڈیرہ جماتی ہے۔ کلیات ص۸۲ ک۔

بنا برآں جبکہ (باقرار دونوں سوامی اور پنڈت کے) جسم محض بے شعور۔ بے جان بے حس۔ عقل و ادراک۔ بولنے۔ دیکھنے۔ سننے۔ سونگھنے۔ چکھنے۔ وغیرہ تمام حواس ظاہری و باطنی سے بے بہرہ۔ حیا و شرم۔ خواہش۔ نفرت۔ محبت۔ عداوت ہمت۔ استقلال۔ عزت۔ غیرت وغیرہ صفات سے خالی ہے تو اس کو انسان کا معنے خطاب کس طرح دیا جا سکتا ہے۔ اور ہم اور تم کا صحیح مخاطب وہ کیونکر قرار پا سکتا ہے؟ کسی طرح نہیں۔

جبکہ حسب اقرار سوامی جی اور پنڈت جی جسم یا قالب میں اس خطاب کی مطلق صلاحیت اور ذرہ برابر قابلیت ہی نہیں اور روح یا انسان ہر طرح اور ہر حیثیت سے بہ تسلیم دونوں کے اوصاف مذکورہ بالا کیساتھ متصف ہے تو پیدا ہونیوالا جنم لینے والا۔ باپ۔ بیٹا۔ بہن۔ بھائی۔ جورو شوہر وغیرہ رشتوں اور قرابتوں کے ساتھ تعلق رکھنے والا بلا شک و شبہ صرف وہی ہوگا جسکو پنڈت لیکھرام جی انسان اور روح کہتے ہیں۔ اور ہم اور تم جس سے عبارت ہیں مزید برآں نسبت کہ یہ انسان (یعنی روح اور ہم تم کا اصلی مفہوم) اپنی سواری فٹن یا جسم کے) گھوڑے پر سوار ہوکر زید و بکر کے یہاں جنم لیتا ہے۔ اور انکا بیٹا اور لڑکا کہلا کر رشتہ و قرابت کا تعلق پیدا کرتا ہے۔ فٹن۔ گھوڑا اور سواری یعنی جسم کو اس رشتہ اور قرابت سے ذرہ برابر کیا بلکہ ایک ذرہ کے سینکڑویں حصے کے مقدار بھی تعلق اور واسطہ نہیں۔

مثلاً اگر موہن کا خویش سوہن اپنے سسرال یعنی موہن کے گھر گھوڑے یا فٹن پر سوار ہوکر جاوے تو کیا گھوڑے یا فٹن میں بھی موہن کے داماد ہونیکی صلاحیت آجاویگی۔ اور کوئی ادنیٰ سے ادنی دیانتدار دوست بھی سوہن کی فٹن یا گھوڑے کی نسبت موہن کے خویش ہونیکا گمان دل میں لاسکتا ہو اور موہن کی دختر نیک اختر بھی سوہن کی سواری یعنی فٹن خواہ گھوڑے کی بابت اپنی زوجیت کے تعلق کو وابستہ کرسکتی ہے؟ ہرگز نہیں کبھی نہیں۔

اسیطرح جب انسان (یعنے روح) اور جسم کے درمیان بتسلیم سوامی جی اور پنڈت جی وہی تعلق ہے جو سوار کو فٹن یا گھوڑے کیساتھ تو عقل سلیم کبھی اور کسی طرح تسلیم نہیں کرسکتی۔ کہ رشتہ اور قرابت کا تعلق اصل سوار یعنی روح و انسان کیساتھ قائم نہو جو صدہا اوصاف کیساتھ موصوف ہو۔ بلکہ سواری یعنی جسم کیساتھ رشتہ اور قرابت کا تعلق قرار دیا جائے۔ جو محض بیجان سیلے حس۔ بے شعور و بے عقل ہے۔

بہرحال جبکہ رشتہ اور قرابت کا تعلق جسم کے ساتھ مندرجہ بالا وجوہ کی بنا پر ثابت نہوا تو اس کے جل جانے خواہ خاک در خاک ہونے سے رشتہ اور قرابت کا مضبوط

تعلق کس منطق کی رو سے ٹوٹ سکتا ہے۔ اور اگر جسم کے جل جانے یا خاک در خاک ہونے سے رشتہ اور قرابت کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے تو جسم کے پرمانوں کے ۵۔ ۵ مرتبہ بدل جانے اور تحلیل ہو جانے سے بھی بدرجۂ اُولیٰ رشتہ اور قرابت کا سلسلہ ٹوٹ جائیگا لیکن دنیا ہندی دوست غالباً اس کے تسلیم کرنے کیلئے تیار نہ ہونگے۔ کیونکہ اس صورت میں زندگی ہی میں رشتہ قرابت کا سلسلہ درہم و برہم ہو جائیگا۔ اور وہی خرابی لازم آئیگی۔ جو وجہ ۱۹ میں مندرج ہو اور جبکہ دونو مہاسوامیوں کے اقوال مندرجہ بالا کی بنا پر جسم سے کسی قسم کے رشتہ اور قرابت کا تعلق ہی ثابت نہوا تو لامحالہ تمام رشتے اور ہر قسم کی قرابتیں صرف روح کیساتھ متعلق ہونگی وبس۔

وجہ دوم (۲) سوامی جی ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہم اس منور بالذات قدیم دائم مکت پرماتما کا نام پاک سمجھیں جو ہم کو مکتی میں آنند بھگوا کر پھر زمین میں ماں باپ کے تعلق سے جسم دیکر پھر ماں باپ کا دیدار دکھاتا ہے۔ (ستیارتھ صفحہ ۳۱۶)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مکتی سے واپسی کے بعد جس روح (انسان) نے مکتی سے پیشتر ماں باپ کا مُنہ دیکھا تھا۔ اُسی روح نے جسم کا تعلق پاکر دوسرے ماں باپ کا دیدار دیکھا۔ نہ کہ جسم نے کیونکہ مکتی سے پیشتر والا اسکا جسم تو جلکر راکھ یا مٹی میں ملکر کب کا خاک در خاک ہو گیا تو اب مکت کی قبل اور بعد والی ہزاروں لاکھوں بلکہ بے شمار ہر ایک جون کے ماں باپ روح کے ماں باپ ہوئے نہ کہ جسم کے جسم تو ہر ایک جون کا بقول پنڈت خاک یا راکھ ہو جاتا ہے۔ روح البتہ باقی رہ جاتی ہے۔ وہی ہر ایک جون میں نئے نئے ماں باپ کو دیکھتی اور نئے نئے رشتہ داروں سے تعلق پیدا کرتی ہے۔ باعتبار صحت اعتقاد مسئلہ تناسخ اس قول کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر ایک روح (یعنی انسان) کی لاکھوں کروڑوں بلکہ بیشمار ماں باپ اور بے حساب

رشتہ دار ہر ایک جون کے اعتبار سے نہ صرف ہو سکتے ہیں بلکہ ہمیشہ ہوا کئے اور
ہوا کرینگے۔ اس پر مہا سوامی جی کا بھی صاد ہے چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ
پس صاف ظاہر ہے کہ روح بھی وہی آتی ہے جو پہلے کسی جسم سے قطع تعلق
کر چکی ہے۔ ثبوت تناسخ مندرجہ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹ ک ۲۔

(۳) سوامی دیانند کی سوانحعمری مصنفہ پنڈت لیکھرام جی کے صفحہ ۸۶۷ پر لکھا ہے
"رشی نے جودھپور جانے سے پہلے یہ کہا تھا کہ شریر کا اب کچھ بھروسہ نہیں۔ نہ
جانیں کس وقت شریر چھوٹ جائے مگر میں اس کام کے لئے پھر دوبارہ جنم
لونگا اور اس وقت جو میرے درودھ ہوئے ہیں وہ سب شانت ہو جائینگے
آریہ سماجوں کی ترقی سے بھی بڑی بھاری مدد ملیگی۔ میں اس وقت وید کا
بقیہ بھاش کرونگا۔" انتہیٰ۔

اس عبارت میں دوبارہ جنم لینے والی اور بقیہ ویدوں کا بھاشں کرنیوالی
سوامی دیانند کی صرف روح ہی نہ کہ جسم پس جو جنم لے اولاد کی صلاحیت
بھی اسی میں ہوگی۔

(۴) نرکت کے مصنف یاسک منی نے بار بار جنم ہونیکی بابت لکھا ہے کہ
"میں مرا ہوں اور پھر پیدا ہوا ہوں۔ اور پھر پیدا ہو کر پھر مرا ہوں۔ ہزاروں
قسم کے جون میں پڑ چکا ہوں قسم قسم کی غذائیں کھائیں اور مختلف پستانوں
کا دودھ پیا۔ بہت سی مائیں دیکھیں اور بہت سے باپ اور دوستوں
سے تعلق ہوا۔ اوندھے منہ بڑی تکلیف میں حمل کے اندر رہا۔ نرکت
ادھیائے ۱۳۔ کھنڈ ۱۹۔ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۳۱ و ثبوت تناسخ
مندرجہ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹۲ کالم ۱)

دیانندی مترو! نرکت کے مصنف نے جو یہ کہا ہے کہ میں مرا ہوں اور پھر
پیدا ہوا ہوں۔ اور پھر پیدا ہو کر مرا ہوں۔ اور ہزاروں قسم کی جونوں میں پڑ چکا
ہوں۔ اور میں نے بہت سی مائیں دیکھیں اور بہت سے باپ"۔ اس عبارت کے

... سوامی جی کا انکار وجہ ۱۳ میں بالضرور دیکھو ۱۲ (مصنف)

اندر "مَیں" سے مراد کون ہے؟ جسم ہے یا روح یا دونوں؟ ان تین شقوں میں سے اول اور سوم تو مراد ہو ہی نہیں سکتیں۔ کیونکہ صرف ایک جسم یا ایک جسم مع الروح نے بہت سی ماؤں اور باپوں کو نہیں دیکھا جسم کے ذرات کا تو روح نکل جانے کے بعد چند ہی دنوں میں کہیں پتہ تک نہیں رہتا۔ تو ایک خاص جسم بہت سے ماں باپ کو کس طرح دیکھ سکتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک خاص جسم مع الروح بھی بار بار پیدا نہیں ہوتا کہ جس پر لفظ مَیں صادق آسکے۔ البتہ اس (مَیں) سے مراد نرکت کے مصنّف کی روح سے ہے۔ جو کہ (دیانندی اصول کے لحاظ سے کبھی) فنا نہیں ہوتی۔ اور بار بار وہی جنم لیا کرتی ہے۔ اسی لئے دوسری روح کو اپنا ماں باپ قرار دیا تو اب بتاؤ کہ یہ سیکڑوں اور ہزاروں ماں باپ روح کے ہوئے یا جسم کے اور رشتہ و قرابت مندی روح سے ثابت ہوتی ہے یا جسم سے۔ الغرض نرکت کے مصنّف کی عبارت کا بھی مدلول اصلی یہی ہے۔ کہ میری روح نے بہت سے ماں باپ دیکھے یعنی مختلف جونوں میں میری روح کے مختلف ماں باپ ہوئے نہ کہ جسم کے۔ پنڈت لیکھرام جی کو بھی ایک مقام پر صاف لفظوں میں اس کا تعلق عام روحوں کی بابت اقرار ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ روح ہزاروں نئے تعلق پیدا کرتی ہے۔ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۸ ک ۲۔

روح کے ہزاروں نئے تعلقات کی بابت باوجود اس صریح اور صاف اقرار کے بھی رشتہ اور قرابت کا تعلق جسم کیساتھ قائم کرنے پر بے حد اصرار۔ مرغی کی ایک ٹانگ والی مثال سے کسی طرح کمتر نہیں۔

لطیفہ سوامی دیانند سے جب یہ سوال کیا گیا اگر تناسخ صحیح ہے پھر پچھلے جنم کی باتیں کیوں نہیں یاد رہتیں تو اس کے جواب میں بہت سی خامہ فرسائی کے بعد سوامی جی تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"پچھلے جنم کے یاد نہ رہنے کے متعلق شکوک پیدا کرنا لڑکپن کی بات ہی بلکہ یاد نہ رہنے کی وجہ سے جیو سکھی ہے نہیں تو سارے جنموں کے دکھوں کو دیکھ دیکھکر

دکھی ہو کر مرجاتا۔ نیز کوئی شخص پچھلے اور اگلے جنم کے حالات کو جاننا چاہے تو
جان بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ جیو کا علم اور وجود محدود ہے۔ یہ بات ایشور کے جاننے
کی ہے نہ کہ جیو کی۔ (ستیارتھ صہ ۳۲۹)

سوامی جی کی عبارت مندرجہ بالا سے مندرجۂ ذیل امور بخوبی اور واضح طور پر ثابت
ہو رہے ہیں۔

امر اول۔ اگلے یا پچھلے جنم کے حالات کو جاننا غیر ممکن ہے۔
امر دوم۔ اگلے یا پچھلے جنم کے حالات کا جاننا ایشور کے جاننے کی ہے نہ جیو کی۔
امر سوم۔ اگر کوئی شخص اگلے یا پچھلے جنم کے حالات جاننے کا دعویٰ کرے
تو وہ لڑکپن اور چھوکرا پن کرتا ہے (بلکہ وہ خدائی کا دعویٰ کرتا ہے)
امر چہارم۔ (پچھلے جنم کے حالات) یاد نہ رہنے کی وجہ سے جیو سکھی ہے نہیں
تو سارے جنموں کے دکھوں کو یاد کر کے دکھی ہو کر مرجاتا۔

دیانندی دوستو! باوجودیکہ سوامی جی نے اگلے اور پچھلے جنم کے حالات جاننے
کو نہ صرف غیر ممکن بتایا بلکہ بلا شرکت غیرے اس صفت کو صرف ایشور (خدا) کے
ساتھ مخصوص قرار دیا اور اس کے مدعی کو لڑکپن اور چھوکرا پن کے رذیل صفت
کیساتھ منسوب کر کے پچھلے جنموں کے یادداشت کے متعلق بہمہ وجوہ صفائی
کر دیا لیکن ترکت کے مصنف یاسک منی کا مقولہ مندرجہ وجہ سوم و رگوید آدی
بھاشیہ بھومکا صہ ۱۳۱) اثبات تناسخ کی بابت نقل کر کے اپنے ہر سہ دعاوی
مندرجہ بالا کی صاف اور صریح لفظوں میں تردید کرتے ہوئے اس امر کا اقرار
کیا کہ ہم کو خود اپنے دعاوی سہ گانہ پر وثوق نہیں۔ اگر سوامی جی کو اپنے دعاوی
مندرجۂ بالا پر دل سے کامل یقین تھا۔ اور محض دفع الوقتی کے بنا پر انہوں نے
یہ دعوے نہیں کئے تھے۔ تو یاسک منی کے اس مقولہ کو نقل کر کے جلی قلم
سے انہیں لکھنا چاہیئے تھا کہ یاسک منی نے صرف ایک جنم بلکہ ہزاروں
گذشتہ جنم کے جو حالات بیان کئے ہیں یہ محض غلط اور جھوٹ ہیں۔ گذشتہ

جنموں کے حالات کا جاننا ناممکن اور محالات سے ہے ایسا دعویٰ کرنا گویا اپنے کو ایشور قرار دینا ہے اور یاسک منی کا گذشتہ جنموں کے حالات جاننے کی بابت دعویٰ کرنا محض لڑکپن اور چھوکراپن ہے۔

لیکن سوامی جی کا ایسا نہ لکھنا بلکہ یاسک منی کے مقولہ کو اثبات تناسخ کیلئے ایک دلیل قرار دینا انکی دیانت اور امانت کے صاف دامن پر ایک بدنما دھبہ ہے۔

نیز باوجود اقرار و یقین امور چہارگانہ کے جب اثبات تناسخ کی کوئی ٹوٹی دلیل نہ ملی تو اپنے قول مندرجہ ستیارتھ صفحہ ۳۲۹ یعنے امور چہارگانہ کی تردید کرتے ہوئے نہ صرف انسان بلکہ تمام جانداروں حتّٰی کہ کیڑے مکوڑوں (اور نوزائیدہ بچوں)[ا] کی بابت بھی پچھلے جنموں کی یادداشت کو پتنجلی منی کی یوگ شاستر اور ابپر ویاس جی کی شرح سے ثابت کرکے تمام جانداروں حتّٰی کہ کیڑے مکوڑوں کو بھی امر دوم کے اعتبار سے خدائی کا اعلیٰ مرتبہ عطا فرما رہے ہیں۔ اور رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۱۳ میں پتنجلی منی کی عبارت مع شرح دیاس جی اثبات تناسخ کی بابت حسب ذیل تحریر فرما رہے ہیں۔

"تمام جانداروں کو پیدا ہونے کے وقت سے ہی برابر مرنے کا خوف لگا رہتا ہے جس سے اگلے پچھلے جنم کا ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ کیڑا بھی پیدا ہوتے ہی مرنے سے خوف کھاتا ہے۔ عالموں کو بھی یہی خوف دامنگیر ہے۔ پس ثابت ہوتا ہے کہ جیو کئی جنم پاتا ہے۔ اگر گذشتہ جنم میں مرنے کا تجربہ نہوا ہوتا تو اسکا کوئی اثر یا خیال نہیں رہنا چاہیئے تھا۔ اور اثر یا خیال کے بغیر کوئی یادداشت بھی نہیں ہوتی پھر پچھلی یاد کے بغیر مرنے سے کیوں خوف لگتا ہے اسلئے ہر جاندار

[ا] سوامی جی فرماتے ہیں دیکھو جب بچہ پیدا ہوتا ہے تب اوسی وقت اپنی ماں کا دودھ پینے لگتا ہے سبب یہ ہے کہ اس کو پہلے جنم کا ابھیاس (تعلق) بنا رہتا ہے یہ بھی ایک ثبوت تناسخ کا ہے۔ (کلیات مسافر صفحہ ۱۳۷)

میں خوفِ مرگ ہوتا ہے کہ دیکھنے سے اگلے اور پچھلے جنموں کا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ انتہیٰ۔

(۵) مہابھارت کے چودھویں پرت کے ادھیائے ۱۶ میں لکھا ہے (جو پنڈت لیکھرام جی کو بھی مقبول و مسلّم ہے) بار بار مرنا اور بار بار جنم لینا اور بہت قسم کے اہار کھانا اور بہت ماؤں کے پستانوں سے دودھ پینا بہت قسم کی ماتاؤں کو دیکھنا اور جدا جدا باپ کا سمبندھ ہونا و چتر مکھوں کا بھوگنا اور اسیطرح دکھوں کا بھی یہ سب کرموں کا پھل ہے۔ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹۵ کالم ۱)

(۶) فیثاغورث کا بیان ہے کہ:۔

"میں پہلے ایثالیدس کے جسم میں تھا۔ جو ابن عطارد کے نام سے یونان کے دیوتاؤں میں موسوم ہے۔ پھر افوربیہ کے جسم میں آیا۔ بعدہٗ ہرموتیوس کے جسم میں گیا۔ پھر بوروس صیاد کے جسم میں پھر اس کے بعد یہ جنم لیا جسکا نام فیثاغورث ہے اور اس کے سوا میں نے خروس اور طاؤس کے جسم بھی دھارے تھے۔ (ثبوت تناسخ مندرجہ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۰۳ مختصراً)

(۷) فیلسوف امبیدوقلیس کہتا تھا کہ:۔

"مجھ یاد ہے کہ پہلے میں ایک چھوٹی سی لڑکی ہوئی تھی پھر میں مچھلی بنگیا پھر میں پرند بنگیا۔ بلکہ مجھے یہ یاد ہے کہ میں نباتات میں تھا۔ (کلیات صفحہ ۱۱۲ کالم ۱)

وجوہ چہارم و پنجم و ششم یعنی (۴۔ ۵۔ ۶) جو کہ مقبولہ و مسلمہ پنڈت لیکھرام جی ہیں۔ اگر دیانندی دوستوں کی خاطر سے چند منٹوں کے لئے صحیح تسلیم کرلئے جاویں تو ان کا بھی مدلول مثل قول دوم و سوم و چہارم کے سمجھنا چاہیئے۔

(۸) جنم اور مرن کے معنی سوامی جی کے الفاظ میں سنو۔ جسم سے ملنے کا نام جنم اور محض جدا ہونیکو مرن کہتے ہیں (ستیارتھ صفحہ ۴۲۹) آریہ ادیش رتن مالا میں لکھا ہے کہ جب میں کسی جسم کے ساتھ ملکر جیو کام کرنیکی طاقت رکھتا ہے اس کو جنم کہتے ہیں۔ اور جب جیو اور جسم کی علیحدگی ہوتی ہے اس کو مرن کہتے ہیں پس دفعہ ۴۵ میں ملنے اور جدا ہونے کے الفاظ سے مراد جیو کے جسم سے ملنے اور علیحدہ ہونے

سے ہے۔ مترجم حاشیہ ستیارتھ صفحہ ۴۹) جیو جب جسم سے نکلتا ہے تو جیو کی
کی موت کہی جاتی ہے اور جسم کے ساتھ ملنے کا نام جنم ہوتا ہے (ستیارتھ صفحہ ۳۳۳)
اپدیش منجری صفحہ ۹۴ و تکذیب براہین احمدیہ مندرجہ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۳۳۱ میں
بھی ایسا ہی ہے۔ سوامی جی نے جنم اور مرن کی جو تعریف لکھی ہے اس سے لیڈر
صاحب کے قول کی بخوبی تردید ہوتی ہے۔ کہ کسی کے یہاں جنم لینے والا جیو ہی ہوتا
ہے۔ نہ کہ جسم اور جیو جنم لیتا ہے۔ وہی اولاد کہلاتا ہے۔ اور مرنیوالا یعنی جسم کو چھوڑنے
والا یا جسم سے علیحدہ ہونیوالا بھی جیو ہی ہوتا ہے نہ کہ جسم۔ اگر کوئی کہے کہ زید کا
بھائی یا موہن کا بیٹا مرگیا تو ظاہر ہے کہ جو مرنیوالا یعنی جسم کا چھوڑنیوالا یا جسم سے
علیحدہ ہونیوالا ہے وہی زید کا بھائی اور موہن کا بیٹا ہے اور وہ روح ہے نہ کہ
جسم۔ سوامی جی کا ارشاد ہے کہ جب موت واقع ہوتی ہے۔ تو سب ہی کہتے ہیں
کہ جیو نکل گیا۔ یہی جیو سب کو تحریک دینے والا سب کو قائم رکھنے والا شاہد فاعل
اور بھوگنے والا (دکھ سکھ کا پانیوالا) کہلاتا ہے۔ ستیارتھ صفحہ ۳۲۲۔ بنا براں
جیو ہی اولاد باپ۔ بیٹا۔ جورو۔ شوہر ہوا نہ کہ جسم۔

وجہ (۹) یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۴۷ بھومکا نہالی کے صفحہ ۱۳۱ میں ہے کہ جیو اپنے
کمائے ہوئے پُن کے پھل کو بھوگ کر پھر پیدا ہوتا اور پھر مرتا ہے انتہیٰ۔ ویدک
پرمیشور نے اس منتر میں پیدا ہونیوالا اور مرنیوالا جیو ہی کو کہا ہے نہ کہ جسم کو اور جبکہ
پیدا ہونیوالا جیو ہے تو اسی میں اولاد ہونیکی صلاحیت ہوگی نہ کہ جسم میں۔ محبت
وغیرہ تمام احکام کا اصلی تعلق جیو ہے نہ کہ جسم۔ سوامی جی کا ارشاد ہے۔ جس روح
سے محبت تھی وہ تو نکل گئی۔ اب بدبودار مٹی سے کیا فائدہ؟ (ستیارتھ صفحہ ۶۲)
حیوانات اور نباتات کے اجسام میں جنم لینے والا پیدا ہونیوالا جیو ہی ہوتا ہے نہ کہ جسم۔

وجہ (۱۰) چانک رشی فرماتے ہیں کہ آتما (جیو) آپ ہی کرم کرتا ہے آپ ہی اسکا
پھل بھوگتا ہے۔ خود ہی دنیا سے بچھڑتا ہے اور وہی کرموں کے اتم پھل سے جگت
سے مکت ہو جاتا ہے۔ یعنی یہ سب باتیں جیو پر ہی مؤثر ہوتی ہیں۔ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹۴

تیہہ فرمودہ جو پنڈت لیکھرام جی کا مسلّم اور مقبول ہے اس امر پر صریح دلالت کرتا ہی
کہ پیدا ہونا۔ مرنا۔ کرموں کا پھل پانا۔ اور مکت ہونا وغیرہ تمام احکام روح پر ہی
صادق آتے ہیں نہ کہ جسم پر۔ بنا بر آں باپ۔ بیٹا۔ بھائی۔ بہن جورو شوہر وغیرہ
تمام رشتوں اور قرابتوں کا تعلق صرف روح کیساتھ ثابت ہوگا۔ نہ کہ جسم کیساتھ
مثال ذیل سے یہ امر بخوبی ذہن نشین ہو سکتا ہے۔
مثلاً موہن اور کوشلا جو مسمی بھیر وچمار کی اولاد یعنی آپسمیں حقیقی بھائی بہن ہیں
اور یہہ دونوں دیانندی بناکر جنیو پہنا دیئے گئے۔ ایک دیانندی اپدیشک (واعظ)
ان سے کہتا ہے کہ اگر تم اچھا کام کرو گے تو کسی راجہ یا بڑے ودوان پنڈت کے
یہاں آئندہ جون میں جنم لو گے۔ اور اگر بُرا کام کرو گے تو کسی حیوان یا نباتات
کی جون میں جاؤ گے۔ یہاں پر تم سے مراد جسم ہے یا روح۔ اگر روح ہے۔ اور
فی الحقیقت روح ہے جیساکہ پنڈت لیکھرام جی کو بھی مسلّم ہے (دیکھو ستیارتھ
نے جو روح کی تعریف لکھی ہے) تو پھر راجہ یا حیوان و نباتات کے جون میں پیدا ہونے
والی روحیں موہن اور کوشلا کی روحیں ہیں۔ یا ان کے اجسام اجسام تو
ہو نہیں سکتے کیونکہ وہ تو بقول لیڈر صاحب خاک یا راکھ ہو جاتے ہیں۔ باقی
رہی موہن اور کوشلا[1] دونوں کی روحیں وہی دوسرے جنم میں (اپنی نیک
اعمالی کے باعث) دو راجاؤں کے یہاں جنم لیکر اس جون میں سوہن ولد راجہ
جگ موہن (والی لنکا) اور کوشلا راجہ بھیکن سنگھ کے یہاں جنم لیکر اس جون میں

[1] بقاعدہ تناسخ یہ بھی ممکن ہے کہ کوشلا کی روح کسی مرد۔ ہاتھی۔ اونٹ گھوڑا۔ گدہا۔
کتا وغیرہ کے قالبوں میں داخل ہو اور موہن کی روح کسی عورت ہتنی۔ اونٹنی گھوڑی
گدھی کے قالبوں میں داخل ہو۔ جس روح کو کرم جونی یعنی انسانی جون میں اشرف المخلوقات
یعنے انسانی زوج وزوجہ یا نیوگی یا نیوگن ہونیکا شرف حاصل تھا۔ بقاعدہ تناسخ
اسی روح کو مندرجہ بالا جانوروں میں سے کسی جانور کے نر اور مادہ ہونیکا فخر
حاصل ہونا نہایت قرین قیاس ہے ۱۲ (مصنف)

کیسری دختر نیک اختر راجہ بھیکن سنگھ (والی چتور گڈھ) کہلائینگی۔ جو روحیں کہ سابق جون کے موہن و کوشلا اولاد بھیرو چمار کی تھیں بعینہٖ وہی روحیں اس جون میں سوہن ولد راجہ جگ موہن اور کیسری دختر راجہ بھیکن سنگھ کی ہیں۔ ان میں ایک ذرہ یا پرمانو کے سیکڑویں حصے کا بھی فرق نہیں ہے جسم البتہ موہن اور کوشلا کا دوسرا تھا۔ اور سوہن اور روہنی کا دوسرا۔ اب سوہن اور روہنی جو سابق جون کے حقیقی بھائی بہن تھے ان) کے درمیان آپس کے گن۔کرم۔سبھاؤ کر ملجانے سے اس جون میں آپس کے بیاہ یا نیوگ سے کونسی بات روک سکتی ہے؟ کیونکہ دیانندی دوستوں میں سے جب کسی کے یہاں کوئی اولاد پیدا ہوتی ہے تو اس کے ساتھ کوئی تحریر رحم کے اندر سے نہیں نکلا کرتی ہے کہ یہ لڑکی سابق جون میں فلاں خاندان کی ہے۔ اور یہ لڑکا فلاں خاندان کا۔ اگر ایسا ہوتا تو البتہ ایک جون کے بھائی۔ بہن۔ ماں۔ باپ۔ بیٹی۔ بیٹا وغیرہ محرمات کے درمیان شادی یا نیوگ کی رسم نہ بجالانیکی ایک وجہ موجہ ہوتی۔ اور جبکہ ایسا نہیں ہے تو ایک جون کے بھائی بہن اور ماں بیٹا وغیرہ محرمات سے دوسری جون میں شادی یا نیوگ کے ذریعہ ہمبستری کی رسم ادا ہونے سے (مسئلہ تناسخ کو صحیح مانتے ہوئے کونسا امر مانع ہے۔ راوت ٹیکا اس کی زندہ مثال بر پنڈت لیکھرام کی مسلّمہ شہادت موجود ہے۔ کہ ایک جون میں راوت موصوف اپنی لڑکی کا باپ اور داماد کا خسر رہا۔ اور فوراً دوسری جون میں اپنی لڑکی اور داماد کا بیٹا بنگیا۔ (دیکھو وجہ یازدہم)

وجہ (۱۱) در موضع بکسر راوت ٹیکا نام مقدم بودہ شخصے کہ با او عداوت داشت قابو یافتہ زخمے بر پشت و زخمے دیگر بر بنا گوش او زد و بہمان زخمہا راوت مذکور قالب تہی کرد بعد چندگاہ رام داس خویش او را پسرے بوجود آمد کہ بر پشت و بنا گوش او نشان ہماں زخمہا بود شہرت شد کہ راوت ٹیکا کہ از زخمہا مردہ بود بانہ طریق تناسخ دریں عالم بود آمد و آن پسرش بعد چندین

بعد شعور میگفت کہ من راوت ٹیکا ام ونشا نہائے صحیح میداد الخ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۳۹۶ ک.

دیانندی دوستو! راوت ٹیکا کا قصہ بھی جو پنڈت لیکھرام جی کا مسلمہ اور مصدقہ ہے۔ ہمارے اس دعوی کا مؤید ہے کہ جن دو روحوں کے درمیان ایک جون میں باپ بیٹی وغیرہ محرمات کا رشتہ ہو دوسری جون میں ان کے درمیان بقاعدہ تناسخ جورو بشوہر وغیرہ کا رشتہ قائم ہو جانا غیر ممکن نہیں۔ بلکہ نہائت ہی قرین قیاس ہے۔ چنانچہ راوت ٹیکا ایک جون میں اپنی بیٹی کا باپ اور داماد کا خسر رہا۔ اور دوسری جون میں اپنی بیٹی اور داماد کا بیٹا ہو گیا۔ اور سن بلوغ کو پہونچنے کے بعد اس لڑکے نے کہا کہ میں راوت ٹیکا ہوں۔ حالانکہ راوت ٹیکا کے جسم کا ایک چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑا بھی اس دس پندرہ برسوں کے عرصہ میں خاصتہً مرنے کے بعد جسم کے جلجانے یا سڑ کر خاک ہو جانے کی وجہ سے کہیں بھی باقی نہ رہگیا ہوگا۔ لیکن پھر باعتبار روحانی اصلیت کے پسر رام داس نے اپنے کو راوت ٹیکا سابق نام کیساتھ موسوم کیا اور مہاسوامی لیکھرام جی نے جھکے سے تسلیم بھی کر لیا۔ اور یہ گوہر افشانی نہیں فرمائی کہ پسر رام داس نے غلط کہا کہ میں راوت ٹیکا ہوں۔ کیونکہ جب راوت ٹیکا کا جسم جل کر راکھ یا سڑ کر خاک ہو گیا۔ تب وہ راوت ٹیکا کس طرح رہگیا۔

وجہ (۱۲) پیارے لال ساکن موی ضلع رائے بریلی جسکا چچا ۱۸۵۷ء میں مارا گیا (اور وہ خود بھی مر گیا) جب چند روز گذرے تو اس نے طوطے کا جنم لیا اور شیوہ اختیار کیا کہ ہر شام کو اپنے گھر آتا اور ایک پنجرۂ آہنی میں جو اسکے گھر رکھا ہوا تھا۔ بسیرا لیتا اور صبح کو اڑجاتا۔ غرض ایک دن جو وہ طوطا گیا تو پھر نہ آیا۔ لوگوں کو اسکا بڑا خیال رہا۔ اون دنوں کا ذکر سنئے کہ ایک گوسائیں کی عورت ساکن موضع سدھوال اپنے کام کسی گاؤں میں جاتی تھی۔ راستہ میں بوجہ غلبہ تشنگی موضع موی میں اپنے کسی جان پہچان کے گھر آئی اسکا طفل پنجسالہ

پوتے رام کے گھر آیا۔ اور مستورات سے کہا کہ فلاں فلاں کہاں ہیں؟ کہا کہ فلاں مر گئے اور فلاں کام کو فلاں جگہ گئے ہیں۔ پھر لڑکے نے بیان کیا کہ میرا پہلا نام پیارے لال ہے۔ اور یہ گھر میرا ہی۔ یہاں ایک نیم کا درخت تھا وہ کیا ہُوا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے کاٹ ڈالا۔ پھر اس لڑکے نے اپنے مارے جانے اور مر کر طوطا بننے اور پھر ایک صیاد کے پنجہ میں پھنسکر مرنے اور پھر گسائیں کے گھر میں پیدا ہونے کا ماجرا بیان کیا اور اپنے ماں۔ باپ۔ نانی۔ چچی کو پہچان کر اپنی ٹوپی اور کتابیں مانگیں۔ اسکی والدہ سابقہ نے عذر کیا کہ یہ اشیائ تمہارے بھتیجے کے استعمال میں آگئیں ہم تم کو اور دینگے۔ حاضرین کو اس لڑکے کی ایسی باتوں پر کمال تعجب ہُوا۔ بعدہٗ وہ اپنی والدۂ جدیدہ کیساتھ چلا گیا۔ (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۲۹۷)

نالہ بلبلِ شیدا تو سنا ہنس ہنس کر!

اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

دیانندی دوستو! کاش تھوڑی دیر کیلئے مہا پنڈت لیکھرام جی کا درشن ہمیں مل جاتا (جیسا کہ پیارے لال کے سابقہ ماں باپ۔ نانی چچی وغیرہ کو پیارے لال کا درشن مِلگیا تھا) تو ہم ان سے مندرجہ سوالات بغیر کئے ہوئے ہرگز نہ باز رہتے۔

اول۔ "اس نے" میں جو لفظ اس واقع ہی۔ اسکا مرجع کون ہی یعنی اسکی ضمیر کس کیطرف پھرتی ہے، روح کیطرف یا جسم کی جانب جسکی طرف ضمیر پھرتی ہے جنم لینے والا وہی ہی یا کوئی دوسرا؟ اگر جنم لینے والا وہی تو وہ روح ہے یا جسم؟

دوم۔ جب پیارے لال کا جسم جلگیا یا خاک در خاک ہوگیا اور موضع والوں سے رشتہ اور تعلق ٹوٹ گیا تو پیارے لال کا موئی والے گھر کی نسبت اپنا گھر کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟

سوم۔ جبکہ پیارے لال کا جسم جل کر راکھ یا سڑ کر خاک ور خاک ہوگیا۔ تو اسکا یہ کہنا کہ میرا پہلا نام پیارے لال ہے آپکی اصطلاح میں کس طرح درست ہو سکتا ہے اور لفظ میرا سے مراد جسم ہے یا روح؟

چہارم۔ لفظ "اپنے" سے مراد کون ہے جسم یا روح؟ اور طوطا کون بنا جسم یا روح؟ اور گوسائیں کے گھر کس نے جنم لیا یا کون پیدا ہوا جسم یا روح؟

پنجم۔ اپنے ماں باپ۔ نانی۔ چچی کو کس نے پہچانا سابقہ جسم یا سابقہ روح نے؟

ششم۔ اپنی ٹوپی اور کتابیں کس نے مانگیں۔ پیارے لال کے موضع موئی والے جسم نے یا موضع موئی والی روح نے؟

ہفتم۔ کس کی والدۂ سابقہ؟ روح کی یا جسم کی؟ جسم کی تو ہو نہیں سکتی کیونکہ پیارے لال کا موضع موئی والا جسم تو کبھی کا جلکر راکھ یا سڑ کر خاک ہوگیا تو ایسی حالت میں آپکا یہ کہنا کہ اسکی والدۂ سابقہ، کسطرح صحیح ہو سکتا ہے اور جب یہ صحیح نہوگا تو خواہ مخواہ آپکو یہی تسلیم کرنا پڑیگا کہ روح کے اعتبار سے والدۂ سابقہ کہا گیا۔ یعنی موضع موئی والی یا روح کی والدۂ سابقہ ہوئی۔ اور گوسائیں کی عورت روح کی والدہ جدیدہ ہوئی۔ جسم کا تعلق نہ تو والدۂ سابقہ ہی سے ٹھہرا اور نہ والدۂ جدیدہ ہی سے لیکن حضور والا نے اس بات کو چپکے سے کسطرح تسلیم کرلیا۔ جناب کا تو یہہ ارشاد تھا کہ رشتہ اور قرابت جسمانی ہے جب جسم جل جاتا ہے یا خاک در خاک ہو جاتا ہے تو سابق کا رشتہ بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ تو والدۂ سابقہ آپکا فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ آیا پیارے لال کے سوا ابھی کوئی رشتہ ٹوٹنے کے بعد جڑا ہے یا صرف پیارے لال ہی کا۔ بہر حال اگر پیارے لال خوش نصیب کا رشتہ جڑ گیا تو حضور والا کی یہ لاجک کس دن کام آدیگی اور یہہ گھر افشانی کس کیلئے ہے۔ کہ جب جسم جلکر راکھ یا سڑ کر خاک در خاک ہوگیا تو رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ نہ والدہ والدہ رہجاتی ہے اور نہ باپ باپ ہی رہجاتا ہے! در جناب عالی

یہہ بھی فرما دیجئے کہ پیارے لال کا رشتہ سابقہ کس چیز کا تھا ریشمی رسیوں کا تھا یا موٹی موٹی آہنی زنجیروں کا کہ نہ تو وہ جسم کے جلنے سے ٹوٹا اور نہ جسم کو سڑنے سے اور آپ جیسے بہادر مرد میدان بھی اس کے توڑنے سے عاجز آگئے۔ باوجودیکہ ازازل تا ابد ہر ایک روح کے رشتوں کو بآسانی توڑ کر پاش پاش کر چکے ہیں۔

پنڈت لیکھرام جی کا درشن ملنا تو از قبیل محالات ہے۔ سوالات مندرجہ بالا کا حل اُن سے تو کسی طرح ممکن ہی نہیں۔ البتہ انکے پسماندگان اگر ہمت کریں تو سوال از آسمان جواب از ریسماں کے طور پر بالضرور کچھ نہ کچھ لکھ سکتے ہیں۔

دیانندی مترو! اگر پیارے لال کو اپنا سابق خاندان یاد نہ رہتا جیسا کہ تمام قائلین تناسخ کو عموماً اور بڑے بڑے سوامی اور مہاسوامی کو بھی خصوصاً نہیں یاد رہتا ہے اور پیارے لال ایسے خاندان میں پیدا ہوتا جہاں پیارے لال کے موضع موئی والے ماں باپ شادی کر سکتے تھے تو بتاؤ کہ پیارے لال کی شادی پیارے لال کے موضع موئی والی ناکتخدا بہن سے نہ ہوسکنے کی کونسی وجہ مانع ہوتی۔ یا اگر پیارے لال کے مرنے کے بعد پیارے لال کا باپ مرگیا۔ تو پیارے لال دوسری جون میں جنم لیکر اپنی والدہ سابقہ کیساتھ نیوگ کرنے سے کس قانون کے رو سے روکا جاسکتا تھا۔ کوئی بھی نہیں۔

بہرحال پیارے لال وغیرہ کے فضول اور از سرتا پا لچر لیکن پنڈت کے مقبولہ ومسلمہ قصے ہمارے دعوے کے سراسر موئید ہیں کہ رشتہ اور قرابت کا تعلق روحانی ہو نہ کہ جسمانی۔ اور جب رشتہ روحانی ثابت ہوگیا تو بربنائے اعتقاد صحت تناسخ۔ بہت سی سابقہ ماؤں۔ سابقہ بہنوں اور سابقہ لڑکیوں کیساتھ شادی یا نیوگ کا تعلق قائم ہوجانا بعید نہیں بلکہ نہایت ہی قرین قیاس

ہے۔ پنڈت لیکھرام نے مورکھوں کے پھنسانے کیلئے ان قصوں کی مہاجال جو بچھائی تھی۔ خود ہی اس میں ایسے بے طرح پھنسے کہ کوئی بڑی سے بڑا مہاشہ بھی انکو چھڑا نہیں سکتا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

(۱۲) سمت ۱۹۳۳ میں گرام کندھا میں موہن لال ٹھاکر کا بندوق سے مارا جانا اور پھر اسکا کانشی رام کے یہاں جنم لیکر اپنا قصہ بیان کرنا اور اپنے قاتل کو بتانا اور اسکے بھائی کو سچ اور ٹھیک سمجھکر قاتل پر مقدمہ قائم ہونا اور گرام کندھا والے بھائی کو دیکھکر اپنا بھائی کہنا ثبوت تناسخ مندرجہ کلیات آریہ مسافر کے صفحہ ۹۵ کالم ۲ میں ہے۔

یہ قصہ بھی ہمارے دعوے کا مؤید ہے کہ باوجودیکہ موہن لال ٹھاکر کا وہ سابق جسم نہ رہا اور اب کانشی رام کے لڑکے کے جسم میں ہے پھر بھی اسنے اپنے سابق بھائی موہن لال کو دیکھکر اپنا بھائی کہا اور عندالاستفسار کہا کہ میں تو موہن کندھا والا ہوں۔

دیانندی دوستو! راوت ٹیکا۔ پیاری لال اور موہن لال ٹھاکر وغیرہ کے واقعات مسلمہ و مصدقہ پنڈت لیکھرام جی کو سوامی دیانندجی تسلیم کرنیکو تیار نہیں۔ اور وہ صریح لفظوں میں انکی تمام کوششوں (اور اپنی مقبولہ و مسلمہ مقولہ یا سکھ منی مندرجہ وجہ ۴) پر پانی پھیر کر تکذیب کر رہے ہیں چنانچہ سوامی جی تحریر فرماتے ہیں کہ جسم سے نکلکر جیو دوسری جگہ اور دوسرے جسم میں چلا جاتا ہے اور اسکو پہلے جسم اور کنبہ وغیرہ کا کچھ بھی علم نہیں رہتا۔ (ستیارتھ صفحہ ۲۳۰)

اب انصاف پسند دیانندی دوستوں کو اختیار ہے کہ سوامی دیانندکی بات کو قبول کریں یا پنڈت لیکھرام جی کے مسلمہ و مصدقہ قصے جات اور غیر قرین

قیاس واقعات کو تسلیم کریں۔ اگر ذرہ غور و تامل اور انصاف سے کام لیا جاوے تو بخوبی واضح ہو سکتا ہو کہ پنڈت لیکھرام اپنی مسلّمہ و مصدقہ فقسجات کی تردید خود اپنی عبارت مندرجۂ ذیل سے کر رہے ہیں۔ جب روح دنیا میں آئی تب ہم اس میں طاقت گویائی نہیں دیکھتے۔ اور دماغ کے ساتھ رہنے سے سب معلومات بیرونی بھولجاتے ہیں۔ نو مہینے حمل میں اور دو تین سال بلکہ سال طفولیت میں موجودہ جسم کے تعلقات کے سبب رہے سہے خیالات بھی منتشر ہو جاتے ہیں۔ کلیات آریہ مسافر صفحہ کالم ۲۔ پنڈت لیکھرام جی تو نہیں معلوم کس جون میں ہیں۔ ورنہ ان سے دریافت کیا جاتا کہ جناب والا! اگر یہہ ارشاد صحیح ہے تو راوت ٹیکا۔ پیارے لال۔ اور یاسک منی وغیرہ کی روحیں کیا دماغ کے ساتھ نہیں رہیں اور دماغ کا اثر انپر نہیں پڑا اور کیا یہ لوگ حمل کے اندر نہیں رہے۔ کیا ان لوگوں پر دو تین بلکہ ۵۔ ۵ برس عالمِ طفولیت میں نہیں گذری۔ یہ لوگ آپکے اس قانون سے کیوں مستثنےٰ رہے کیا حافظہ نیا شد والا مضمون ہے؟

زاہدا تسبیح میں زنار کے ڈورے نہ ڈال
یا برہمن کی طرف ہو یا مسلماں کی طرف

نیز ان تمام منگھڑت اور فضول واقعات کی دلالت (جو لازمہ تناسخ ہے) عموماً اور راوت ٹیکہ کی خصوصاً اس امر پر ہے کہ گذشتہ جونوں کی روحوں کو جنھیں موجودہ زمانہ کے لوگ باپ۔ دادا۔ نانی۔ نانا کہا کرتے ہیں۔ وہی روحیں موجودہ زمانہ میں بذریعہ تناسخ جنم لیکر بیٹا پوتہ نواسہ اور نواسی کہلائیں۔ بلکہ خود موجود جنم کے بیٹے اور پوتے سگے روحوں نے اپنی ہی گذشتہ جنم کے روحوں کو باپ دادا قرار دیا۔ بہرحال ان تمام مرقومہ بالا واقعات اور قصہ جات کی صریح دلالت اس امر پر ہے کہ رشتوں اور قرابتوں کا تعلق روحانی ہے نہ جسمانی

ؔ دیکھو تناسخ کا چکر فٹ پر جس سے یہ مضمون بخوبی سمجھ میں آجائیگا۔ ۱۲ منہ

(۱۴۷) اگر یہہ لیکھرامی لاجک صحیح ہے (کہ روح ہمارے ماں باپ کے نطفہ سے پیدا نہیں ہوا۔ پس ہمارے ماں باپ نہیں۔ انکا جسم ہی ہمارا ماں باپ ہے۔ جب جسم یہاں جل گیا۔ یا خاک در خاک ہو گیا تو وہ سلسلہ بھی ٹوٹ گیا) تو پنڈت لیکھرام جی کا یہہ لکھنا سراسر غلط ہے کہ ہمارے بزرگ وہی ہیں جنہوں نے وید دھرم انوسار جگت سار پرماتما کی اپاسنا کی۔ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۲۷۳ کالم ۱۔ اپنے دو بزرگوں (رامچندر جی اور کرشن جی) کے قول ان کی زبانی درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۲۷۳ کالم ۱۔

دیانندی دوستو! بزرگان مذکورہ بالا (یعنی رامچندر جی اور کرشن جی) کی ارواح سے تو پنڈت لیکھرام جی کو کوئی تعلق ہی نہیں اور ان کے اجسام تو مدتہائے دراز ہوئی کہ جل گئے۔ یا خاک در خاک ہو گئے۔ اور پنڈت لیکھرام جی کو زمانہ میں نہیں معلوم کہ ان بزرگوں کی روحیں کس مہاتما۔ عالم۔ جاہل۔ مرد۔ عورت۔ مسلمان عیسائی۔ رزیل۔ شریف۔ حیوانی یا نباتی قالب کے اندر آواگون کی گورکھدہندا رہی تناسخ کا مہاجال اور بتپر جنم کی بھول بھلیاں میں براج رہی ہونگی۔ یا ممکن ہے کہ رامچندر جی یا کرشن جی دونوں میں سے کسی ایک کی روح پنڈت لیکھرام جی ہی کے موجودہ قالب میں موجود ہو۔ اور بےخبری کے باعث پنڈت جی اپنے آپ ہی کو اپنا بزرگ قرار دے رہی ہوں۔ الغرض باوجود بزرگان مذکورہ بالا کے جسموں کے جل جانے یا خاک در خاک ہو لنے کے بھی ان سے بزرگواری کا رشتہ قائم کرنا کس درجہ کی بدحواسی اور خود اپنی ہی لاجک سے اپنے مسلمہ قول کی تردید کرنی ہے۔ (دیکھو تناسخ کا بہیا)

(۱۴۸) پنڈت لیکھرام جی اِس امر کے ثابت کرنیکی غرض سے کہ علیم چیتنیا مدرک بالذات دماغ یا قوت حافظہ یا باصرہ نہیں ہے۔ اپنے لاجک کا نور اسطرح برساتے ہیں۔ کہ اگر علیم چیتنیا مدرک بالذات ہونا دماغ یا قوت حافظہ یا باصرہ کا کام ہوتا تو چاہیئے تھا کہ ایک عرصہ کے بعد باطل نہ ہوتا حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ علم

حکمت سے صاف طور پر ثابت ہے کہ ۷ برس میں خصوصاً تمام جسمانی حصہ بدلجاتا ہے۔ ہر ایک پرمانو یا ذرہ کی جگہ دوسرے پرمانو آجاتی ہیں۔ گویا اسّی برس کی عمر میں جسم گیارہ دفعہ بدل گیا پس وہ اجزاء جن کو یاد تھا۔ تحلیل ہو گئے۔ ایکدفعہ نہیں بلکہ گیارہ مرتبہ۔ تو اب بتلائیے کہ کسطرح اور کس کو یاد رہا۔ اور جب یاد کرنیکا ظرف ہی نہ رہا تو مظروف کیسے رہ سکتا ہے۔ اور یہ تو ظاہر کہ جو حالت محل کی ہوتی ہے۔ وہی حالت حال کی۔ جب محل ہی نہ رہا تو حال کا رہنا سراپا محال ہے چہ جائیکہ دماغ اور قوت حافظہ کیونکہ یہاں اس سے بھی زیادہ تعلق ہے۔ مگر ایسا نہیں ہوتا اور عام تجربہ اس کے خلاف ہے۔ یعنی جس آدمی نے ۱۵ برس کی عمر میں یا اس سے بھی کم ۷۔۸ برس کی عمر میں جس آدمی اور مکان کو دیکھا ہو۔ اور پھر دور دراز مسافرت کے بعد عمر کا ایک بڑا حصہ گزار کر ۶۰۔۷۰ سال او ستھا (عمر) میں آن کر ان چیزوں کو پہچان لیتا ہے۔ ذرات کے اسقدر بار بار تغیر و تبدل پر کس چیز نے یاد رکھا۔ اگر کہو پرمانو اپنا اثر دوسرے پرمانو کے سپرد کرتے رہے تو یہ کہنا کئی وجہ سے باطل ہے۔ اول تو پرمانو بے جان ہیں وہ اثر سپرد نہیں کر سکتے دوم اگر بفرض محال ایسا ہم ایک سکنڈ کے واسطے مان بھی لیں۔ تو کسی بیمار کو تندرست نہ رہنا چاہیے اور نہ کسی جاہل کو عالم۔ حالانکہ یہ مشاہدۂ روزمرہ کی رو سے غلط ہے۔ اگر کہو دماغ میں عکس رہتا ہے تو بھی باطل ہے۔ کیونکہ جب آلات جراحی سے چیر پھاڑ کر دیکھا گیا تو کسی عکس کا کوئی نشان نہ ملا۔ حالانکہ منکر روح کے عقائد کے موافق ملنا چاہیئے۔ کئی اور وجوہ سے بھی اسکا بطلان ظاہر ہے پس یہ صفات نہ تو پرمانو کی ہیں۔ اور نہ دماغ کے۔ کیونکہ یہ بالکل بیجان اور جڑ ہیں۔ ان کا صفات مذکورہ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ تو سب صفات روح کے ہیں۔ ثبوت تناسخ مندرجہ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۳۰ کالم ۱۔ اجزاء بدن کے روزانہ تحلیل ہونے اور دوسرے اجزا کا اس کے قائم مقام ہونیکی بابت پنڈت لیکھرام جی نے

شیخ الاشراقیین کے رسالہ ہیاکل سے کلیات کے صفحہ میں بھی اپنے اس مرقومہ بالا دعویٰ پر استدلال کیا ہے۔ سماجی مترو! یہہ ہمیں مسلّم ہے لیکن تمہاری مصیبت اس سے اَور بڑہتی ہی نظر آتی ہے۔

درد یست درد عشق کہ اندر علاج او
۵ ہر چند سعی بیش نمائی بتر شود

دیانندی بدھیمانو! سماجی فلاسفرو! پنجاب پرتی ندہی سبھا کے لائق پریزیڈنٹ اور قابل ممبرو اگروکل کے معزز پروفیسرو! پنڈت لیکھرام جی کے اس مسلمہ مضمون کو خوب یاد رکھتے ہوئے میری ناچیز عرض کو بھی چوتھی نیم کے سامنے رکھکر بغور سُنو! پہلی لاجک (یعنی روح ہماری ماں باپ نہیں بلکہ اس کا جسم ہی ہمارا ماں باپ ہے الخ) کی رو سے باپ بیٹے۔ دادا۔ پوتے۔ بہن۔ بھائی وغیرہ کے درمیان صرف جسمانی تعلق کا اقرار ہے اور روحانی تعلق سے سراسر انکار۔

اب اس دوسری مسلمہ منطق (سے یعنے سات برسوں میں جسم کے کل اجزا تحلیل ہو کر دوسرے اسکے قائم مقام ہو جاتے ہیں اور پہلی پرمانو یعنی ذرات اجسام اپنا اثر دوسرے پرمانو کے سپرد نہیں کرتے) کی بنا پر جبکہ کسی دیانندی کے بیٹے اور بیٹی کی عمر میں ۳۵ یا اس سے کم وبیش برسوں کی ہو جاویں تو دونوں کو چاہیئے۔ کہ اپنے ماں باپ کو ماں باپ نہ سمجھیں اور نہ ماں باپ کہیں۔ کیونکہ دونوں لڑکوں کی سات ہی برس کی عمروں میں نہ تو خود اُن لڑکوں کا وہ جسم رہگیا جو کہ پیدائش کے وقت میں تھا اور لڑکوں کی ۳۵ برس کی عمروں میں تو گویا ماں باپ اور دونوں اولاد یعنی چاروں کے جو اجسام پہلے تھے۔ ان جسموں کے ایک ذرہ کا پتہ بھی اس پانچ دفعہ تحلیل ہونے کے بعد نہیں پایا جا سکتا۔ اور تحلیل ہونیوالے پرمانو دوسرے پرمانو کو جو اس کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ اپنا اثر بھی تسلیم پنڈت لیکھرام جی سپرد نہیں کر سکتے۔ کیونکہ (حسب ارشاد پنڈت لیکھرام جی) یہ جز (غیر ذی شعور) ہیں۔ نیز جبکہ جسم کے جلجانے یا خاک درخاک ہونیکی صورت میں

اور تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ تو کیا وجہ ہو کہ ایکدفعہ دو دفعہ نہیں بلکہ پانچ پانچ دفعہ تحلیل ہونے اور پرمانو کے بدلجانے کے باوجود بھی رشتہ اور تعلق نہ ٹوٹے اور قائم کا قائم ہی رہے۔ درآنحالیکہ ایک پرمانو اپنی جگہ پر آنیوالے پرمانو کو اپنا اثر بوجہ جڑ ہونے کے ریشہ بھی نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہر ایک دیانندی مندرجہ بالا عمر میں اپنے ماں باپ سے بڑ در کہہ سکتا ہے کہ نہ تو میں آپکا لڑکا ہوں اور نہ آپ دونوں میرے ماں باپ۔ کیونکہ لیکھرامی اصول موضوعہ اوّل کے رو سے میری روح کو تو آپ دونوں کی روحوں سے کوئی رشتہ اور تعلق ہی نہیں۔ مذہبی لحاظ یعنی تناسخ کے مہاجال کے باعث آپ اس بات سے انکار کر ہی نہیں سکتے۔ ورنہ بڑی بڑی خرابیاں لازم آینگی پنڈت لیکھرام جی کو غلطی سے یا تمام دیانندیوں کی آنکھوں میں گرم ریت ڈالنے کی غرض سے کلیات آریہ مسافر کے صـ۳۷ میں ماں باپ اور اولاد کے درمیان جسمانی رشتہ اور تعلق مسلم تہا۔ لیکن دوم اصول موضوعہ جسکی بناء سائنس اور فلسفہ ہے اور غالباً بلکہ یقیناً وید بھگوان سے یہ اصول موضوعہ ماخوذ ہوگا۔ اگر آپ لیکھرامی نہوں تب بھی بحیثیت دیانندی ہونیکی آپکو اسکے تسلیم کرنیسے کوئی چارہ نہیں۔ کیونکہ بڑے بڑے مہاشوں کا مقولہ ہو کہ ہمارے دیانندی مذہب کا تمام مدار سائنس اور فلسفہ پر ہے پس اسکے بموجب (میرے اور آپکے جسموں کا صرف ایکدفعہ تحلیل ہونا کافی تھا۔ چہ جائیکہ ۵ دفعہ تحلیل ہونیکے بعد) نہ تو میرا ہی وہ جسم ہے جو آپکے صلب یعنی نطفہ اور ماتا صاحبہ کے رحم سے نکلا تھا۔ اور نہ تو آپ ہی دونوں کے وہ اجسام ہیں جو استقرار نطفہ کے وقت تھا۔ اس بنا پر مجھ سے اور آپسے اور ماتا صاحبہ اور نیز بھائی بہنوں اور دوسرے رشتہ داروں اور قرابت مندوں سے تعلق ہی کیا ہے۔

نیز ان دونوں قاعدوں کیساتھ اعتقاد رکھنے والوں کو ۳۵ یا اس سے کم و بیش برس کی عمروں میں اپنے خرد و بزرگ اصلی محرمات کیساتھ شادی اور نیوگ کرنے سے بغیر جسم بدلے ہوئے بھی کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا۔

دیانندیو! پنڈت لیکھرام جی کا تہ دل سے تم کو شکرگذار ہونا چاہئے کہ انہوں نے اپنی تیزیٔ طبع اور دونوں لاجکوں کے ذریعہ سے خرد و بزرگ اصلی محرمات کے ساتھ بغیر جون بدلے ہوئے بھی نیوگ اور شادی کا دروازہ تمہارے لئے ہمیشہ کیواسطے کھول دیا جسکو کوئی بڑے سے بڑا دیانندی فلاسفر بغیر انکار مسئلہ تناسخ بند نہیں کرسکتا۔

خزاں کے ہاتھ سے گلشن میں خار تک نہ رہا
بہار کیسی نشانِ بہار تک نہ رہا

اگر باپ بیٹا وغیرہ رشتہ داروں کے درمیان روحانی رشتہ اور تعلق تسلیم کیا جائے۔ جیسا کہ فی الواقع ہے بھی۔ اور تناسخ بھی صحیح مان لیا جاوے تو یہہ خرابی یعنی اپنے خرد و بزرگ اصلی محرمات کیساتھ شادی یا نیوگ کی رسم دوسری خواہ تیسری کسی نہ کسی جون میں بالضرور واقع ہوگی۔ اور اگر مسئلہ تناسخ ہی غلط مانا جاوے۔ جیسا کہ فی الحقیقت وہ ہے بھی۔ تو کسی وقت میں بھی یہہ خرابی پیش نہیں آسکتی دیانندیو! سائنس کا علم اور ایک ارب چھیانوے کروڑ برسوں کا بہت پرانا اور کہنہ ویدک جھنڈا مکہ اور مدینہ کی چہاردیواری کے اندر گاڑنے والو! تمکو لازم ہے کہ پہلے اس شکستہ جھنڈی کی حرمت کراؤ بعدہ سوامی جی اور سوامی پنڈت لیکھرام جی کو کسی کرم جونی خواہ بھوگ جونی میں دریافت کرکے ان کی بابت ویدک ٹیلیگراف (تار) بھیجو کہ وہ اس جنم میں تھوڑی دیر کیلئے اگر اس پیچیدہ معما کو حل کر جاویں لیکن یہ یاد رکھنا کہ یہہ لوگ بھی لاکھوں کروڑوں بلکہ بے شمار اور بے انتہا چہار لے تک اس مشکل چیستان کو ہرگز نہ حل کرسکینگے۔ کیونکہ وہ بے سر و پا دعاوی سے اپنے پاؤں پر آپ ہی کلہاڑیاں مار چکے ہیں۔ اب تم گرفتارانِ بلا اپنے دعاوی کو نہ ثابت کرتے ہوئے مندرجہ ذیل شعر پڑھکر کسی قدر اپنی تسکین کرلیا کرو۔

اس کشمکشِ دام سے کیا کام تھا مجھ کو ؎ اے الفتِ چمن تیرا خانہ خراب ہو

اگر لیکھرامی لاجک اور صحت یا عدم صحت اعتقاد تناسخ سے قطع نظر کر لیا جاوے تب بھی بظاہر محرمات اصلیہ کیساتھ شادی یا نیوگ کی ممانعت (بغیر تحریف شدہ کتاب منوسمرتی

ملا معزز ناظرین! دیانندی مذہب میں منوسمرتی اس پایہ کی کتاب ہے کہ اگر اس مذہب کی کتابوں کی فہرست سے یہ کتاب نکال دیجاوے تو یہہ مذہب مثل قالب بے جان کے ہو جاوے اور ستیارتھ پرکاش و ایڈیشن سنجری وغیرہ حوالجات کے اعتبار سے بالکل بے سہارا ہی رہجاویں۔ اسی مقدس کتاب کی بابت سوامی جی اور اس کے مہاتما چیلوں کی مندرجہ ذیل گہرافشانیاں ہیں۔

منوسمرتی کے بہت سے اشلوک تحریف شدہ ہیں۔ رگوید آدی بہاشیہ بھومکا صفحہ ۱۷۳

منوسمرتی میں بھی تحریف شدہ اشلوک ہیں۔ ستیارتھ ۳ ۲۰۸ صفحہ ۹۲

کچھ کچھ ملاوٹی اشلوکوں کو چھوڑ کر منوسمرتی ہی وید کے مطابق ہے اور کوئی سمرتی نہیں

ستیارتھ ۴ ۱۵۱ صفحہ ۱۵۹

تحریف منوسمرتی کی بابت ایڈیشن سنجری صفحہ ۸۹ دیباچہ رگوید آدی بہاشیہ بہومکا صفحہ ۱۷۱ و کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹۶ کالم ۱ و صفحہ ۱۰۲ کالم ۱ و صفحہ ۳۱۱ کالم ۲ بھی بالضرور دیکھو۔

دیانندی دوستو! منوسمرتی کے تحریف شدہ ہونیکے قائل سوامی جی اور انکے بڑے بڑے ودوان چیلے ہو تو گئے۔ اور اس کے اندر تحریف کی بنا تو قائم کر دی لیکن تحریف شدہ اور غیر تحریف شدہ اشلوکوں کے پرکھنے اور جانچنے کیلئے کسی قسم کی کسوٹی اور معیار نہیں قائم کر گئے یہ امر بھی گرو اور چیلوں کی چالاکی سے خالی نہیں یعنی جس اشلوک سے اپنی مطلب بر آری ہو وہ تو غیر تحریف شدہ ہے اور جس اشلوک کو غیر مذہب والے اشخاص کسی امر کے ثابت کرنے کیلئے پیش کریں وہ تحریف شدہ ہے۔ اور اگر یہہ کہا جاوے۔ کہ جو اشلوک ویدوں کے مطابق ہیں وہ غیر تحریف شدہ ہیں اور جو ان کے خلاف ہیں وہ محرف ہیں تو اسکی بابت یہہ عرض ہے کہ جب منوسمرتی کے وہی اشلوک مقبول ہیں جو ویدوں میں ہیں تو اس صورت میں منوسمرتی کے اشلوکوں کی حاجت ہی کیا رہگئی باوجود قائل ہونے تحریف کے نہ تو گروہی نے تحریف شدہ اشلوکوں کی تصحیح فرمائی اور نہ چیلوں ہی نے اس کی طرف توجہ کر کے الگ الگ چھانٹ کر پبلک کے روبرو پیش کیا اور نہ ہزار ہا چیلے تک اسکی فہرست اور ویدوں کے مکمل اور مستند ترجمہ شائع کرنیکی دلیری کرینگے۔ کیونکہ

کا سہارا پکڑے ہوئے) کوئی دیانندی دوست اپنی وید مقدس سے نہیں دکھا سکتا۔ وید تو ان کے بیان سے بالکل خاموش اور سراسر جھکے ہیں۔ ویدوں نے تو حلال و حرام کی کوئی فہرست ہی نہیں بتائی بلکہ وید میں دختر سے ہمبستری کی صحیح تعلیم موجود ہے جسکی محض لاطائل خلاف از قیاس تاویل سوامی جی نے بھومکا کے صفحہ ۹۹ میں کی ہے۔ اسکی مزید تحقیق اخبار نور افشاں مطبوعہ ۲۳ مارچ ۱۹۰۳ء اور انوار الاسلام جلد ۲ نمبر ۱ میں موجود ہے۔ اور یم یمی دو بھائی بہنوں کا قصہ بھی بغور و انصاف دیکھو جس میں ایک نے دوسرے سے ہمبستری کی خواہش کی۔

تیجہ تناسخ پر دو مہاتماؤں کو قیامگاہ کا اصلی پتہ

ادائے خاص سے غالب ہوا ہے نکتہ سرا
صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلئے

دیانندی مذہب اور مکتی (یعنے نجات) کے درمیان وہی نسبت ہے جو رات اور دن یا سیاہ و سفید کے درمیان ہے یعنی اگر دونوں کے درمیان اجتماع ضدین کہا جاوے تو بیجا نہیں۔ دیانندی مذہب کا جب سے ظہور ہوا اسوقت سے غالباً بلکہ دیانندی دوستوں کے نقطۂ خیال میں سوامی دیانند اور پنڈت لیکھرام سے بڑھکر کوئی شخص بھی دھارمک اور ویدک مذہب کا پابند نہ گذرا ہوگا۔ اس لیے ان سے زیادہ کسی کو وہ مستحق مکتی اور سزا وار نجات نہیں خیال کرتے ہونگے۔ بنا برآں دونوں کی بابت معزز ناظرین میری ناچیز تحریر کو بغور ملاحظہ فرما کر بمصداق ع قیاس کن ز گلستانِ من بہارِ مرا" دوسرے مہاشوں کو بھی انہیں پر قیاس فرمائیں۔

پنڈت لیکھرام جی سوامی دیانند جی کی بابت یہہ گہر افشانی فرماتے ہیں "سوامی جی نجات سے واپس شدہ شخص تھے اور پھر ضرور نجات پا گئے" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۲۹۶)

بقیہ حاشیہ	اس صورت میں مقصود مندرجہ بالا یقیناً فوت ہوجائیگا۔ ص

بے خودی بے سبب نہیں غالب! ❖ کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے
(مصنف)

جو تحریر بخط جلی لکھی ہوئی ہے وہ دو فقروں پر مشتمل ہے۔ اور دونوں فقرے بجائے خود دو زبردست دعوے ہیں۔ اب مجھکو دیکھنا ہے کہ یہ دونوں دعوی کہانتک صحیح ہیں اور انکی توضیح و تشریح دونوں مہا پرشوں کی تحریرات سے بھی ملتی ہیں یا نہیں۔

فقرہ یا دعویٰ اول۔ "سوامی جی نجات سے واپس شدہ شخص تھے"۔ سوامی دیانندجی کے تینوں اقوال مندرجہ ذیل پر تھوڑا غور کرنے سے اس دعوے کا عقدہ بخوبی حاصل ہو سکتا ہے۔

قول اول۔ حمل کے اندر اوندھے منہ رہنے میں بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ رگوید آدی بہاشیہ بھومکا صفحہ ۱۳۱

قول دوم۔ پاپ کے چھوٹنے اور تمام کلفتوں اور عیبوں کی جڑ یعنے جہالت کے فنا ہونے سے مکتی حاصل ہوتی ہے (رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۱۸)

قول سوم۔ بغیر پن اور پاپ کے سکھ دکھ ہونے سے پرمیشور پر اعتراض آتا ہے۔ (ستیارتھ صفحہ ۲۳۲)

چونکہ سوامی دیانندجی مہان وید وغیرہ ابتدائی سرشٹی والوں کے مانند بلا توالد و تناسل نہیں پیدا ہوئے تھے بلکہ ۹ مہینوں تک (بموجب قول اول) حمل کے اندر بڑی تکلیف سے رہے۔ اسلئے بموجب قول سوم ثابت ہوا کہ گذشتہ جنم کا بڑا پاپ انکے ذمہ رہگیا تھا۔ اسی پاپ کے عوض ۹ مہینوں تک انکو حمل کے اندر بڑی تکلیف کیساتھ رہنا پڑا کیونکہ بغیر پاپ کے دکھ ہونے سے پرمیشور پر اعتراض آتا ہے۔ نیز جبکہ گھسیارن اور رانی کے حمل سے پیدا ہونا (دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۳۲) اور دہرماتما اور پاپ کی جگہ پیدا ہونا۔ (دیکھو ایدیش منجری صفحہ ۵۴) گذشتہ جنم کے پاپ و پن کی دلیل ہے تو سوامی جی کا کسی آریہ یا دیانندی راجہ یا پنڈت کے گھر نہ جنم لینا بلکہ ایک معمولی

۱؎ اگر کسی نے مرمٹ کر ہزار مشکل مکتی حاصل بھی کر لی تو سوامی جی کا ارشاد ہی کہ وہ ہمیشہ وہاں نہیں رہ سکتا بلکہ اکتیس نیل دس کھرب چالیس ارب برسوں کے بعد پھر اسکو وہاں سے مکہ بینی و دو گوش بالضرور نکلنا پڑیگا (ستیارتھ صفحہ ۲۵۱) (مصنف)

زمیندار بت پرست والدین کے یہاں (بجائے کشمیر کے گجرات میں) جنم لینا بھی قول سوم کے بموجب بالضرور گذشتہ جنم کے پاپ ہی کے باعث ہوگا ایسی حالت سوامی جی کو ملک نجات سے واپس شدہ شخص کہنا تینوں اقوال مندرجہ بالا کی صحیح تردید کرنی ہے اور یہہ دعویٰ اہل خرد و انصاف کے نزدیک خوشگن گپ سے زیادہ وقعت ہرگز نہیں رکھ سکتا۔

فقرہ یا دعویٰ دوم پھر ضرور نجات پا گئے

اس دعویٰ کی توضیح بھی مثل اول دعویٰ کے سوامی جی اور پنڈت جی ہی کے اقوال مندرجہ ذیل سے بخوبی ہو سکتی ہے۔

(الف) بت[1] پرستی ادہرم[2] ہے۔ (ستیارتھ صفحہ ۴۱۹)

جو پتر وغیرہ بتوں کی پرستش کرتے ہیں وہی ویدوں کے سخت مخالف ہیں۔ (ستیارتھ صفحہ ۴۲۲)

ویداور ایشور کی جانب نہ میلان نموگن کے زور کا باعث ہے۔ دستیارتھ صفحہ ۳۳۹ و کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹۴)

(ب) وید کے خلاف عمل کرنے سے تریک یعنی حیوانات وغیرہ کا جسم پاکر دکھ پاتا ہے۔ (اتھرو وید کانڈ ۱۵ انوواک ۱ ورگ ۱ منتر ۳۔ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۳۱) نیک اعمال باعث مکتی۔ دروغگوئی وغیرہ ناپاک اعمال۔ پتھر کی تصویر وغیرہ کی اپاسنا اور جھوٹے علم سے بندہ ہوتا (یعنی مکتی نہیں ملتی) ستیارتھ صفحہ ۳۰۶

جو نہایت درجہ کے تموگنی ہیں وہ غیر متحرک درخت وغیرہ کیڑے مکوڑوں مچھلی۔ سانپ۔ کچھوے۔ مویشی اور مرگ (جنگلی چوپایہ) کا جنم پاتے ہیں۔ (منو ۱۲ ستیارتھ صفحہ ۳۴۲ و کلیات آریہ مسافر صفحہ ۹۴)

سچ تو یہ ہے کہ جنہوں نے ویدوں کی مخالفت کی اور کرتے ہیں پاکر ینگے وہ جہالت

---

[1] مورتی پوجا باعث توہین وید اور موجب ترقی پاپ ہے۔ ایڈیشن ہجری صفحہ ۱۳۵ (عبد الحنان)

[2] ادہرم کو مکتی نہیں ہوتی۔ (ستیارتھ صفحہ ۳۰۶) ۳ بے دینی۔ ۱۲

کے اندھیرے میں پڑے ہوئے سکھ کے عوض جتنا ہی ہیبت ناک دکھ پاویں تھوڑا ہے
ستیارتھ ۱۲ صفحہ ۵۳۴

(ج) سوامی دیانند جی نے اپنی عمر کے سولھویں برس کے بعد ایک بیراگی کے ذریعہ
ایک مورتی یعنی بُت پر سونے کی تین چھلے چڑھائے۔ (اپدیش منجری صفحہ ۱۴۹)
سوامی جی نے اپنے باپ کو فریب دیا اور اس خوف سے کہ انکے والد بہت جلد ہی پیدا کر سنگے
(یعنی زد و کوب سے خبر لیں گے) باپ سے جھوٹ بولے اور سپاہی کو دھوکا دیا۔ اپدیش
منجری صفحہ ۱۵۱ (جھوٹ اور فریب بھی ویدوں کے خلاف ہے اور دروغگوئی سے مکتی نہیں
ہوتی۔ دیکھو ب)
ہندؤں کے مشہور و متبرک مقامات کے درشن اور جاترا کے لئے روانہ ہوئے (بُت پرستی
کیلئے) دیکھو سوانحعمری مرتبہ خود سوامی جی مترجمہ دلیت راجگرانی صفحہ ۳۶) سوامی جی
ایک عرصہ تک بھنگ[۱] پیتے رہے۔ دیکھو سوانحعمری مذکور صفحہ ۵ سوامی جی اپنے کو ایک
عرصہ تک برہم یعنی خدا سمجھتے رہے دیکھو سوانحعمری مذکور صفحہ ۳۷ (اس سے بڑھکر
روئے زمین پر کسی مذہب میں گناہ اور پاپ نہیں ہوسکتا بلکہ دہریہ پن کا بھی یہ جد امجد ہے)
اب پنڈت لیکھرام جی کا اپنی بابت اپنے ہی ہاتھ کا تحریری اقرار بھی ملاحظہ فرمائیے۔ انہیں
ایام میں بُت پرستی کی سوجھی برسوں کرشن جی اور مہادیو جی کی پوجا سے سروکار رکھا
اور انہیں کو اپنا مالک اور پروردگار رجحان کر جبہ سائی ہوتی رہی۔ (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۳۲ ک ۱)

(د) کیا ہوا گناہ بھوگنا ہی پڑتا ہے۔ ستیارتھ صفحہ ۴۳۵ و صفحہ ۵۰۱
پاپ کبھی بھی بلا پھل بھوگائے نہیں چھوٹتے۔ اپدیش منجری صفحہ ۵ و صفحہ ۶۳۔
گناہ کا بخشنا بھاری ادھرم ہے۔ صفحہ ۲۵
گناہ کی سزا ضرور ملیگی کسی طرح ایک شوشہ نہیں ٹلیگا۔ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵ ک ۱ و
صفحہ ۱۴ ک ۱۔
گناہ معاف کرنے سے خدا بے انصاف ہو جاتا ہے۔ ستیارتھ ۱۴ صفحہ ۶۸۰

---

[۱] منشی چیزوں کی ممانعت ستیارتھ کے صفحہ ۱۰۵ میں دیکھو۔ منہ۔

(ہ) جس کا جسقدر علم و عزت زیادہ ہو اس کے جرم میں اتنی ہی زیادہ سزا ہونی چاہیئے۔ امنو سمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۳۳۶ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۳

جامی چہ لاف می زنی از پاکدامنی ۵
بر خرقۂ تو ایں ہمہ داغ شراب چیست

دیانندی دوستو! ان مقدمات پنجگانہ (از الف تا ہ) مندرجۂ بالا سے پنڈت جی کے دعوی دوم پر بخوبی روشنی پڑ سکتی ہے۔ اور اس کے متعلق ہمیں نتیجہ نکالنے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔ تھوڑے غور اور ادنیٰ تامل کے بعد تم میں سے ہر ایک انصاف پسند بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ پنڈت لیکھرام جی کا دعویٰ کس حد تک صحیح ہے۔
دیانندی دوستو! مکتی خانہ خالہ جی کا گھر نہیں بلکہ بقول سوامی جی مکتی کا حاصل کرنا بڑا ہی مشکل کام ہے۔ سستی بھاجی کیطرح من مانے کاموں سے مکتی نہیں ملتی ایسا سمجھنا مورکھ پن ہے۔ ادیش منجری صفحہ ۱۴۳۔
بہر حال مقدمات پنجگانہ مذکورہ بالا اور چوتھے نیم کو روبرو رکھکر اگر ہمارے دیانندی دوست اور سماجی ممبر صاحبان جناب سوامی جی اور پنڈت جی کو موجودہ جون میں تلاش کرنا چاہیں (کہ یہ دونو مہاتما اس درخت تناسخ کی کس شاخ پر قدم جمائے ہوئے کونسے ثمر یعنی پھل کا مزہ لے رہے ہیں) تو بالضرور بشوق تمام تلاش کریں یقیناً دونو مہاتماؤں کے قیامگاہ کا پتہ چل جائیگا اور اگر مہاوا اس بھوئی سے درخت کی کسی شاخ پر پتہ نہ لگے تو انکو یقین کرلینا چاہیئے کہ بموجب (ہ) دونو مہاتما اس سے بھی زیادہ بلند تر خوشنما اور لذیذ پھل والے درخت کے کسی شاخ پر براج رہے ہونگے بمقدمات پنجگانہ کے روسے مکتی خانہ تک تو پہونچ بھی نہ سکے ہونگے اس لئے بالضرور لا محالہ اسی درخت تناسخ کی چھوٹی بڑی شاخ پر چڑھے ہوئے (بموجب مضمون ہ) اپنے علم و عزت کے مطابق کسی نہائیت ہی لذیذ پھل کی چاشنی اور لذت سے آنند (راحت) حاصل کرتے ہوئے سرور اور خوشی کے دن گذار رہے ہونگے۔ دیانندی دوستو! ۵

جامۂ ہفت رنگ در گذار ٭ تو کہ درخانہ بوریا داری!

دیانندی دوستو! اسی شجر تناسخ یا درخت آواگون کے ساتھ ہی ساتھ پہیہ تناسخ کو بھی دیکھتے چلو۔ جو ویدک (مدار۔ محور یعنی) دھورے پر حسب دیانندی عقائد کے روز ازل سے تیز رفتاری کے ساتھ گردش میں ہے اور تا ابد ویدک مذہب کے ساتھ چکر لگاتا رہیگا۔ اور پھر ویدک مہاپرلے کیساتھ اس کو سکون حاصل ہونا محال ہے۔ نیز اس پہیہ کے چکر کھاتے رہنے سے جو جو نتائج ظہور میں آئے۔ آرہے ہیں یا آئینگے۔ ایک سرسری نگاہ سے اس کا بھی ملاحظہ کر لو۔ "بس اِک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا"!

بہرحال اس تناسخی پہیہ کی گردش کے طفیل اور اس آواگونی چکر کی بدولت ہر ایک روح کی ہر قسم کی قرابتمندی اور رشتہ داری اس کے گن کرم اور سبھاؤ کے باعث نہ صرف انسان بلکہ حیوانات اور نباتات کے ساتھ بھی قائم ہو سکتی ہے

سناتنی چکر کے سبب نہ تو روح کو اپنے بیٹے کی زوجہ یا نیوگن ہونے سے عار اور نہ بیٹی اور پوتی وغیرہ کے شوہر ہونے سے شرم۔ اور نہ تو ماں کے جورو ہونے میں غیرت اور نہ جورو کے ماں ہونے میں نفرت اور نہ حیوانات کے مادہ نر ہونے میں ذلت الغرض اس قسم کے صدہا رشتوں اور قرابتوں کے قائم ہو سکنے میں نہ پشیمانی و حیرت ہے

مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم
تیرے سینے میں بہت کام رفو کا نکلا!

دیانندی دوستو! سماجی مترو! اس کتاب کو (بقول سوامی جی) جو شخص تعصب چھوڑ کر انصاف کی نظر سے دیکھیگا۔ اس کے آتما میں ستیہ ارتھ کے پرکاش (اچھے مضمون کی روشنی) سے راحت پیدا ہوگی اور جو شخص ضد و تعصب سے دیکھے سنیگا۔ اسپر اس کتاب کا مطلب ٹھیک ٹھیک واضح ہونا بہت مشکل ہے۔ (ستیارتھ پتھ صفحہ ۴۶۳) کیونکہ جو لوگ تعصب کی عینک چڑھا کر دیکھتے ہیں۔ ان کو نہ اپنے اور نہ دوسرے کے حسن و قبح نظر آتے ہیں۔ (ستیارتھ ۱۳ صفحہ ۶۱۴)

پرمیشور اپنا فضل کرے کہ یہ مہلک مرض (ضد و تعصب جو حسب تحریر مندرجہ ایڈیشن منجری صفحہ ۵۵ تمہاری فطرتی صفت ہے تم) آریوں سے دور ہو جاوے (ستیارتھ پتھ صفحہ ۴۵۷)

(بقول سوامی جی) اس کتاب کو دیکھکر بے علم لوگ اُلٹا ہی خیال کرینگے تاہم عقلمند لوگ اس کا مطلب ٹھیک ٹھیک سمجھیں گے۔ اس لئے میں اپنی محنت کو بار آور سمجھتا ہوں۔ اور اپنے خیالات سب نیک نہاد لوگوں کی حضور میں پیش کرتا ہوں۔ وہ اس کو دیکھ دکھلا کر میری محنت کو سپھل کریں۔ اور اسی طرح پاسداری چھوڑ کر مطالب برحق کی روشنی پھیلانا میرا اور سب بزرگوں کا مقدم فرض ہے۔ محیط کل سب کو ضبط میں رکھنے والا سچدانند پرماتما اپنی مہربانی سے اس منشاء کو سب لوگوں میں پھیلا دے۔ اور دیر تک قائم رکھے بمعز بلند منزلت

عقلمندوں کے روبرو زیادہ طوالت کی ضرورت نہیں۔ (دیباچہ ستیارتھ ص ۴
پرماتما (اس کتاب کے مطالعہ سے) سب کے من میں سچے مذہب کا ایسا انکر (بیج)
ڈالے کہ جس سے جھوٹے مذاہب جلدی ہی معدوم ہو جاویں۔ (ستیارتھ ص ۳۶۳)

دیانندی متر و اسماجی دوستو! حتی الامکان میں نے تمہارا حق دوستی ادا کرنے میں
کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اب میں اپنے اس حقانی مضمون کو ختم کرتا ہوا تم سے
رخصت ہوتا ہوں۔ اگر سعادت نے تمہاری دستگیری کی اور تم نے بلا چون و چرا
مضامین مندرجہ کتاب ہذا کو تعویذ جان بنا کر قبول کر لیا۔ تو چشم ما روشن دل ما
شاد۔ اور اگر تم نے اس کے جواب میں قلم اٹھایا۔ اور مسئلہ تناسخ کی بابت اس
مختصر مضمون کو اپنی ہدائت کے لئے کافی نہ سمجھا تو ہمارے ضخیم رسالہ مرقع تناسخ
کے بیش بہا ارمغان کا ہمہ تن چشم ہو کر انتظار کرو۔ جو انشاء اللہ تعالے بہت
جلد شائع ہو کر تمہارے قلب کے سرور اور آنکھوں کے نور کا باعث ہوگا۔
اس وقت اس جانب کا ڈبل نمستے لو۔ یار زندہ صحبت باقی۔

ف

اب تو جلتے ہیں میکدے سے میر
پھر ملینگے اگر خدا لایا ہو

راقــــــــــــــــم:-

دیانندی دوستوں اور سماجی متروں کا پرانا سیوک
یکے از انصار دین الٰہی محمد انصاری ابن مولوی عبدالباری
صاحب مرحوم و مغفور محلی شہری جونپوری مقیم تحصیل دیوریہ ضلع گورکھپور

فہرست کتب وختنی موجودہ دفتر اہلحدیث

تفسیر ثنائی اُردو

یہ تفسیر سات جلدوں میں
ہے جنمیں سے چھ جلدیں تیار ہیں۔
جلد اوّل۔ سورۃ فاتحہ و بقرہ۔ عار
جلد دوم ۔ سورہ آل عمران و نساء عہ ر
جلد سوم سورہ مائدہ۔انعام و اعراف عار
جلد چہارم ۔ تا سورہ نحل ۱۴ پارہ عہ ر
جلد پنجم ۔ تا سورہ فرقان عہ۸ر
جلد ششم ۔ تا سورہ یٰس عہ۸ر
چھ جلد ونکے ایک ساتھ خریدار سے معہ
محصولڈاک آٹھ روپئے۔

تقابل ثلٰثہ

توریت ۔انجیل اور
قرآن کا مقابلہ ۔
قرآن مجید کی فضیلت ۔عیسائیوں کی
بحث کا انقطاعی فیصلہ قیمت معہ محصول عہ ر

القرآن العظیم

قرآن مجید کے
الہامی ہونیکا ثبوت
آریوں کا مقابلہ . . . . . . ا ر

الہام

۔الہام کی تشریح اور آریونکی تردید ا ر

آیات متشابہات

اصول تفسیر اور آیات
متشابہات کی تحقیق ۳ر

دلیل الفرقان بجواب اہل القرآن

مولوی عبداللہ چکڑالوی کے مفصل رسالہ
متعلقہ نماز کا کامل جواب ۲۰ر

فتوحات اہلحدیث

چیف کورٹ۔ہائی
کورٹ ۔پنجاب
اودھ ۔بنگال اور انگلستان میں
اہلحدیث کی تائید میں جو فیصلے ہوئے
ہیں انکو جمع کیا گیا ہے۔ ۴ر

الہامی کتاب

وید و قرآن
کے الہام پر مسلمان
اور آریہ عالموں کی بحث ۔ ۶ر

حق پرکاش

ستیارتھ پرکاش متعلقہ
اسلام کا کامل جواب ۸ر

ترک اسلام

مہاشہ دھرمپال آریہ کے
رسالہ تخل اسلام کا جواب ہے

ادب العرب

صرف نحو عربی کو ایسی
آسان طرز سے لکھدیا ہے
کہ اُردو خواں بلامدد اُستاد بھی مطلب
سمجھ لے اور کامیاب ہو سکے ۔نامی و
گرامی علماء نے پسند فرمایا ہے۔ ۶ر